فَالصّٰلِحٰتُ قَانِتٰتٌ حَافِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ

تو جو نیک بیبیاں ہیں وہ مردوں کے حکم پر چلتی ہیں اور ان کے پیٹھ پیچھے خدا کی حفاظت میں (مال و آبرو کی) خبرداری کرتی ہیں۔

مستورات کیلئے انقلابی تقاریر

یعنی بیانات در مجالسِ مستورات

شیخِ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ و مجاز حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹ (خلیفہ و مجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

مُرتب کردہ

ڈاکٹر امۃ البریرہ المعروف فہمیدہ سفیان

سابق معلمہ الحسنات الباقیات جانسٹھ

ناشر

مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور 247554 (یوپی)

نام کتاب	:	مستورات کیلئے انقلابی تقاریر
خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	محترمہ ڈاکٹر امۃ البریرہ المعروف فہمیدہ سفیان صاحبہ
کتابت وتزئین	:	مولانا فہیم احمد قاسمی حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

☆☆☆

بحمداللہ تعالیٰ ''مستورات کیلئے انقلابی تقاریر'' کا

انتساب

امتِ محمدیہ (ﷺ) کی ان معزز ماؤں اور خواتین کے نام معنون کر رہی ہوں جنہوں نے اپنی متاعِ زیست کو اسلام اور احیائے اسلام پر قربان کر کے آنے والی نسلوں کو یہ درس دیا کہ مسلمان کی جان اور اس کی تمام تر صلاحیتیں محض اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔

ان پاکیزہ ماؤں کے نام جنہوں نے احیائے اسلام کے لئے مشقتیں برداشت کیں اور شہداء کی جماعت میں شامل ہوئیں۔

ہزاروں لاکھوں رحمتیں نازل ہوں امت کی ان باوقار اور پاکیزہ ماؤں پر جنہوں نے اپنے کردار سے آنے والی نسلوں کو '' **اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ** '' کا درس دیا۔

اسلام کے ان شہیدانِ باوقار کی

خادمہ

امۃ البریرہ عرف فہمیدہ سفیان

شاہ گنج دھلی ٦

یکم فروری ۲۰۱۳ء مطابق ۱۹؍ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

اِظہارِ رحمانی

محترم عالیجناب مولانا عبیدالرحمٰن صاحب قاسمی بیگوسرائے (بہار)
استاذ دارالعلوم محمدیه بنگلور ۳۹ کرناٹک

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ اَمَّابَعْدُ.

اللہ رب العزت نے ہندوستان کے جن علاقوں میں دینی اور دنیوی علوم کی قد آور شخصیات پیدا فرمائی ہیں ان میں ریاست اتر پردیش کا ایک نمایاں مقام ہے، جہاں بڑے بڑے ماہرینِ فن پیدا ہوئے جنھوں نے اپنی صلاحیت کا لوہا منوایا اور دین وملت کی خدمات انجام دیں، اس ریاست میں ضلع مظفر نگر کا معروف قصبہ چرتھاول بھی ہے۔ جہاں مولانا مشتاق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسی اجلہ شخصیات نے اپنے علمی فیضان ایک عالم کو منور کر دیا وہیں اسی دور میں ریاست کرناٹک کی ایک نابغہ روزگار شخصیت حضرت مولانا حکیم ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی بھی ہیں جن کو آپ کے عقیدت مندان حبیب الامت کے پاکیزہ لقب مخاطبت کرتے ہیں۔

حضرت والا کی خدمات کا دائرہ کافی وسیع ہے، مختلف جہات سے حضرت عوامی خدمات انجام دے رہے ہیں، ملت کے ہونہار غریب ونادار بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے میں خاص دلچسپی ہے، ہندوستان کے مختلف صوبوں سے بلالحاظ مذہب ومسلک ہندو اور مسلمان آپ سے مذہبی اور طبی فیضان پاتے ہیں، میدان صحافت سے بھی آپ کی وابستگی ہے، ذرائع ابلاغ کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر آپ نے سرزمین ٹیپو سلطان شہید رحمۃ اللہ علیہ شہر گلستاں بنگلور سے پندرہ سال قبل ماہنامہ ''نقوش ہند'' (اردو جریدہ) جاری کیا، پھر یہی ماہنامہ ''نقوش عالم'' کے نام سے جاری ہے جو نہ صرف جنوبی ہند بلکہ ملکی سطح پر اردو زبان کے جرائد ورسائل میں خاص اہمیت وافادیت رکھتا ہے۔

شیخ طریقت حبیب الامت کو فن حکمت اور علوم اسلامیہ کے میدان میں نمایاں مقام حاصل ہے، نیز آپ نے حسن اخلاق اور حسنِ معاشرت کا جو عکس اپنے خطبات میں مستورات کے لئے پیش کیا ہے اس نے ان کی علمی اور فنی خدمات کو اجاگر کر دیا ہے آپ نے ازدواجی زندگی کے بگڑتے ہوئے مسائل کو شریعت کی روشنی میں سلجھانے کی تدابیر بتائی ہیں۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ اسلامی اصولوں کو توڑنے اور ان کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے آئے دن نئے مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں اسلام نے مرد اور عورت کی الگ الگ ذمہ داریاں رکھی ہیں انہیں ذمہ داریوں کو قبول کر کے چین وسکون کی زندگی گذاری جاسکتی ہے جب مرد اپنی ذمہ داریوں سے لاپرواہ ہوا اور شریعت کے حدود کو توڑ دیا تو عورت اپنے دائرۂ حدود سے تجاوز کر کے معاشی ضروریات کی خاطر روپیہ پیسہ کمانے کی فکر میں لگ گئی اور مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے لگی تو سینکڑوں مسائل اور

گھریلو پریشانیوں نے جنم لے لیا۔ انہی حالات کے پیش نظر شیخ طریقت حبیب الامت نے مستورات کیلئے اصلاحی خطبات ارشاد فرمائے ہیں، جن کو حضرت والا کی صاحبزادی محترمہ امۃ البریرہ المعروف فہمیدہ سفیان صاحبہ نے ترتیب دیا ہے اور عناوین کے پیش نظر ان خطبات کے مجموعے کا نام بھی ''مستورات کیلئے انقلابی تقاریر'' تجویز کیا ہے، جو ہر طبقہ کی مسلم مستورات کیلئے جامع ومفید ترین ہیں۔

ان خطبات کو مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ کے خطبات کے علاوہ دیگر مواقع پر ہوئے حضرت کے بیانات کو ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ دارالعلوم محمدیہ کے مایۂ ناز استاد محترم وصدر المدرسین اور ہم سب کے مخلص وہمدرد جناب مولانا مفتی محمد ارشد جمیل رشیدی صاحب (خلیفہ ومجاز شیخ طریقت حبیب الامت) نے ضبط تحریر کئے ہیں یہ خطبات جہاں عالمانہ، ناصحانہ دلائل ومسائل سے مستنبط ہیں وہیں آسان زبان عام فہم اوراثر آفرینی سے بھی لبریز ہیں جس سے عوام وخواص، طلبہ وطالبات یکساں مستفید ہوسکتے ہیں۔

بارگاہ یزدی میں دعا گوہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت کا سایہ تادیر ملت اسلامیہ پر قائم رکھے اوراسلام اوراہل اسلام کے لئے ترقی کا ذریعہ بنائے، نیز دیگر تالیفات وتصنیفات کی طرح ان خطبات کو بھی قبولیت عامہ عطا فرمائے، اور ہمارے لئے بھی ذریعہ نجات بنائے۔آمین یارب العالمین!

عبیدالرحمٰن قاسمی

استاذ دارالعلوم محمدیہ بنگلور ۳۹ (کرناٹک)

۲۵ جنوری ۲۰۱۳ء

مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

زندگی کا اصل سرمایہ علم ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْد!

میں اپنے والدین کی سب سے چھوٹی بیٹی ہوں، بچپن میں خوب لاڈ پیار دیکھا، لیکن چارسال کی ہوئی تو والدہ نے ایک دن حکم دیا کہ اس کو مدرسہ میں داخل کرادو، عجیب سالگا، رونا دھونا کیا، ہاتھ پاؤں مارے لیکن تعلیم کے لئے سب لاڈ پیار سمیٹ کرر کھ دیا گیا، شروع میں جب جمعہ آتا اور چھٹی ہوتی تو میں گھر میں اپنے بھائیوں اور بہنوں سے کہا کرتی تھی ''روزانہ جمعہ ہی ہوتا تو کتنا اچھا تھا''، یعنی چھٹی ہی چھٹی ہوتی اور بس تعلیم نہ ہوتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس دن گھر سے مدرسہ میں داخل کیا اس کے بعد تعلیم سے دلچسپی بڑھتی رہی اور تعلیم وتعلم ہی اصل شغف رہ گیا، ازدواجی زندگی میں بھی میں نے علم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔ یہ سب والدین سے میراث میں ملا ہے، اللہ تعالیٰ امت کی ہر بچی کو علم کے زیور سے آراستہ فرمائے۔آمین!

عورت کی خوبیوں میں سب سے بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ وہ علم وعمل سے مزین ہو، وہی اس کی زندگی کا اصل سرمایہ ہے۔ انہی جذبات کے تحت والد بزرگوار کے بیانات کا ایک مجموعہ جو عورتوں کیلئے ترتیب دے کر حاضر ہوئی ہوں۔ برادر مکرم مولانا ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی دامت برکاتہم نے اس کتاب کا نام اسی مناسبت سے ''مستورات کیلئے انقلابی تقاریر'' تجویز فرمایا، اللہ تعالیٰ اس کو میرے لئے بھی اور پڑھنے والوں کیلئے بھی ذخیرۂ آخرت بنائے، خصوصاً معلمات کیلئے اور طالبات کیلئے نافع بنائے، آمین ثم آمین!

والدین کی چھوٹی بیٹی

امۃ البریرہ عرف فہمیدہ سفیان

ریگل میڈل سینٹر دہلی ٦

یکم فروری ۲۰۱۳ء

مطابق ١٩/ربیع الاول ١٤٣٤ھ

شیخین رضی اللہ عنہما کی فضیلت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْ عَنْهُ، ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ فَقَدْ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. اِنِّیْ لَا اَدْرِیْ مَا بَقَائِیْ فِیْکُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِیْن: مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرُ. اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! آج کے اس اجلاس میں حضور نبی کریم ﷺ کے دو عظیم الشان خلفاء سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مختصر سا تذکرہ آپ کے سامنے کرنا ہے۔ قرآن کریم کی کئی آیتیں خلیفہ ثانی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق آسمان سے وحی بن کر

نازل ہوئیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیًّ لَکَانَ عُمَرُ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے لیکن نبوت کا سلسلہ بند ہو چکا ہے اب قیامت تک کوئی نبی و رسول آنے والا نہیں ہے۔عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا کتنا خوف اور احکام شرع کی بجا آوری کا کس قدر پاس ولحاظ تھا۔ چنانچہ نماز کا وقت تھا کسی وجہ سے نماز میں تاخیر ہوگئی تو اس کی سزا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس کو اس طرح دی کہ دولاکھ درہم کا ایک باغ جو انہیں بہت عزیز تھا، صدقہ کر دیا۔

ان کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ایک مرتبہ اسی طرح واقعہ پیش آیا تو انہوں نے اس کی تلافی کی شکل یہ نکالی کہ اس دن پوری رات نماز پڑھتے رہے، یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

احتیاط کا عالم دیکھئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گشت فرما رہے تھے، راستہ میں آپ کا گذر اونٹوں کی ایک چراہ گاہ سے ہوا، ایک اونٹ آپ کو دوسرے اونٹ کے مقابلہ کچھ زیادہ ہی فربہ نظر آیا، پوچھا: یہ اونٹ کس کا ہے؟ لوگوں نے بتایا: آپ کے صاحبزادہ عبداللہ کا، یہ سننا تھا کہ آپ کے چہرہ کا رنگ بدل گیا، فوراً عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو طلب کیا، اور ان سے دریافت کیا یہ اونٹ تمہارے پاس کہاں سے آیا، انہوں نے جواب دیا، یہ اونٹ میں نے خریدا تھا اور اپنے پیسے سے خریدا تھا، اس وقت یہ کمزور اور لاغر تھا، میں نے اس کو چراگاہ میں دوسرے اونٹوں کے ساتھ چرنے کے لئے بھیج دیا، دھیرے دھیرے یہ فربہ ہوتا گیا، میرا ارادہ اس کو بیچ کر کچھ نفع حاصل کرنا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ سن کر جلال آ گیا، آپ نے فرمایا، عوامی چراہ گاہ میں جب تمہارا اونٹ چرنے کے لئے آئے گا تو لوگ یہ سوچ کر کہ یہ خلیفۃ المسلمین کے صاحبزادہ کا اونٹ ہے،

اس کا خاص خیال رکھیں گے، پہلے تمہارے اونٹ کو چرنے دیں گے، پہلے تمہارے اونٹ کو پانی پلائیں گے، اس طرح تمہارا اونٹ ان کے اونٹوں سے جلدی فربہ ہوگا، اور اس کی قیمت ان کے اونٹوں سے زیادہ ملے گی، اس کے بعد انہوں نے اپنے صاحبزادہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے عبداللہ اس اونٹ کو بیچ دو، جتنی رقم میں تم نے اس کو خریدا تھا وہ رقم اپنی لے لو، اور باقی زائد رقم بیت المال میں جمع کر دو، کیونکہ وہ تمہارا حق نہیں۔ اللہ اکبر اللہ اکبر!

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو آپ کے پیش رو خلیفہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد انہوں نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالی اور علی مِنْہَاجِ النُّبُوَّۃِ تو وملت کی رہنمائی اور دستگیری فرمائی دور نبوت میں جو طریقہ رائج تھا اور جس طرح نبی کریم ﷺ نے کیا اس میں ذرہ برابر بھی تبدیلی کو پسند نہ کیا، نبی کریم ﷺ نے بڑی خوشخبریاں بھی ان کو دیں مگر پھر اللہ کا خوف اس درجہ تھا کہ کبھی فرماتے کہ کاش میں گھاس ہوتا، کاش میں کوئی جانور ہوتا، انکی خلافت کا اہم مسئلہ تدوین قرآن کریم کا ہے۔ صحابہ کرام جمع ہیں، مشورہ ہو رہا ہے، معاملہ تدوین قرآن کا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے جب یہ مسئلہ لایا جاتا ہے تو آپ کی زبان سے یہ جملہ نکلتا ہے میں وہ کام کیسے کروں جو آپ ﷺ نے نہیں کیا لیکن پھر صحابہ کرام کی رائے کو درست سمجھ کر آپ نے اس عظیم الشان کام کی اجازت مرحمت فرمائی۔

منصب خلافت سنبھالنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو اعلانات کیے ان میں سب سے پہلا اعلان یہ تھا میں وہی کام کروں گا جو آپ ﷺ کر کے دکھا گئے یا کرنے کا حکم دے گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے جب کوئی معاملہ پیش کیا جاتا، اور واضح طور پر کوئی نمونہ اس سلسلہ میں حیات طیبہ کا آپ کے سامنے نہ

ہوتا تو آپ صحابہ کرام کے پاس تشریف لے جاتے، ایک ایک سے ملتے، اوراس معاملہ کے سلسلہ میں نبوی طریقہ دریافت کرتے اور جب آپ کے سامنے اس سلسلہ میں حضور اقدس ﷺ کا طریقہ بیان کیا جاتا، تو فرماتے، اللہ کا شکر ہے کہ ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو ہمارے نبی محمد ﷺ کی سنتوں کے محافظ ہیں۔

ابوبکر صدیق ؓ کی فراست ایمانی

نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں حضرت اسامہ بن زید ؓ کو ایک بڑی مہم پر لشکر کی قیادت کا حکم فرمایا تھا جس میں صدیق اکبر، عمر بن خطاب اور دیگر اجلہ صحابہ شریک تھے۔ ابھی لشکر مدینہ کے قریب پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا کہ اور صدیق اکبر، عمر بن خطاب، اسامہ بن زید رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اجازت لے کر رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ ابھی لشکر روانہ نہیں ہوا تھا کہ آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔ اور لشکر واپس آگیا پھر جب صدیق اکبر ؓ خلیفہ ہوئے تو پورے مدینہ کے لوگ بڑے کشمکش کے عالم میں تھے ہر طرف سے دشمنان اسلام تاک میں لگے ہوئے تھے مگر ان سب کے باوجود حضرت صدیق اکبر ؓ نے لشکر اسامہ کو روانہ فرمایا لوگوں نے بہت منع کرنا چاہا مگر صدیق اکبر ؓ نے فرمایا کہ جس لشکر کو اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے روانہ فرمایا وہ کبھی بھی واپس نہیں ہوسکتا، بہرحال لشکر اسامہ کو روانہ فرمایا اور چند ہی دنوں کے بعد فتح یاب ہوکر واپس لوٹا۔ یہ حضرت صدیق اکبر ؓ کی فراست ایمانی تھی کہ جب دشمنوں نے دیکھا کہ اتنا بڑا لشکر یہ لوگ باہر لڑنے کے لئے بھیج رہے ہیں تو آخر خود مدینہ میں جو مرکز الخلافہ ہے وہاں کتنا لشکر ہوگا اور ان دشمنوں کے دلوں پر رعب بیٹھ گیا۔

حب رسول ﷺ کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں

مہاجرین بن ابی امیہ مخزومی کا ایک خط حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خدمت میں پہنچتا ہے، خط کا مضمون کچھ اس طرح ہے: دو گانے والی عورتوں نے ایک گانا گایا، ان میں ایک نے اپنے گانے میں اشعار کے ذریعہ آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخ کی جب کہ دوسری نے اپنے گانے میں مسلمانوں کو ہجو کا نشانہ بنایا اس کی سزا میں نے ان کو یہ دی کہ ان دونوں کے ہاتھ قلم کرادئے اور سامنے کے دانت اکھڑوادئے تاکہ آئندہ وہ گانے کے لائق نہ رہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اس فیصلہ کو غلط قرار دیا اور اپنی نرم مزاجی اور رحم دلی کے باوجود لکھا کہ حضور کی شان میں گستاخی کرنے والی وہ بدزبان عورت قتل کی مستحق تھی، اور مسلمانوں کو ہجو کا نشانہ بنانے والی عورت معافی کی حقدار تھی۔

صدیق اکبر ؓ نے آپ ﷺ سے بے مثال محبت کا نمونہ پیش فرمایا، جب ہجرت کے وقت جان کا خطرہ تھا ایسے نازک وقت میں سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے آپ ﷺ کا ساتھ دیا، غار ثور میں تین روز تک روپوش رہے پھر مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے تک ساتھ ساتھ رہے آپ ﷺ نے فرمایا: اَنْتَ صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ وَصَاحِبِیْ فِی الْحَوْضِ غار ثور میں تم ساتھ تھے اور حوض کوثر پر بھی تم میرے ساتھ ہوگے۔
صحابہ کرام میں ہر ایک کو نبی کریم ﷺ سے بے پناہ محبت تھی۔

حضور ﷺ کے دو وزیر

حضرت عمر بن خطاب اور صدیق اکبر ؓ کے بارے میں زبان نبوت نے فرمایا: مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَلَهٗ وَزِیْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِیْرَانِ مِنْ اَهْلِ

اَلْاَرْضِ فَاَنَا وَزِیْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاَمَّا وَزِیْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَکْرٌ وَعُمَرُ. کوئی نبی ایسا نہیں جس کے دو وزیر آسمان والوں میں اور دو وزیر زمین والوں میں سے نہ ہو، بہر حال میرے وزیر آسمان والوں میں جبرئیل ومیکائیل ہیں اور زمین والوں میں سے وزیر ابوبکر وعمر ہیں رضی اللہ عنہما۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے۔ آپ علیہ السلام کے ساتھ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی مسجد میں داخل ہوئے، ان دونوں کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ہم تینوں قیامت کے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔ یہ کتنی بڑی فضیلت ہے حضرت شیخین کے لئے، آپ علیہ السلام نے فرمایا: اَبُوْبَکْرٌ وَعُمَرُ سَیِّدَا کُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ. ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ادھیڑ عمر والے اولین وآخرین میں تمام جنتیوں کے سردار ہوں گے سوائے انبیاء ومرسلین۔ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو بڑا مقام عطا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی حضرات صحابہ کی اتباع نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اہل بیت کے حقوق ومراتب

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْراً. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

سامعین باوقار محترمہ معلمات عزیزہ طالبات! امت محمدیہ پر جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ کے احسانات بہت زیادہ ہیں اسی طرح ذمہ داریاں بھی زیادہ ہیں جس طرح آپ علیہ السلام پر ایمان لانا، آپ علیہ السلام سے محبت کرنا ضروری ہے، اس طرح صحابہ کرام اور خصوصاً اہل بیت سے محبت کرنا بھی جزء وایمان میں سے ہے اس کے بغیر ایمان نامکمل اور ادھورا ہے۔ اہل بیت اطہار کی قربانیاں ان کی جدوجہد اور دین کے سلسلہ میں ان کی مساعی جمیلہ بے حد وحساب ہیں اس لئے کہ یہ حضرات اہل بیت

اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین اللہ تبارک وتعالیٰ کے خصوصی ہدایت یافتہ اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے مثالی تربیت سے سرفراز افراد ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات دین اسلام کے نقیب ومنادی ہیں، قرآن مجید کے امین وپاسبان ہیں، احادیث مبارکہ کے شارح وترجمان ہیں، سنت نبوی ﷺ کے وارث ومبلغ ہیں، اعلیٰ اخلاق وکردار کے حامل وداعی اور ہمت وعزیمت، شجاعت وحمیت اور حق گوئی وبے باکی کے پیکر وعلمبردار ہیں نیز اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے سرگرم وسرگرداں ہیں، امت کی اصلاح وتربیت کے لئے فکرمند وکوشاں ہیں، دنیا وآخرت میں امت کی کامیابی کے خواہاں وطالب ہیں اور اسلام، امت مسلمہ اور ممالک اسلامیہ کی حفاظت ودفاع میں ہمیشہ پیش پیش رہنے والے ہیں، اسلامی تاریخ ان کی مذکورہ خصوصیات اور خدمات کی محافظ وامین ہے۔ آپ ﷺ کی وفات حسرت آیات سے کربلا تک، حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی دعوت وتبلیغ، جہاد وسرفروشی اور شہادت حق وغلبۂ حق کے سلسلہ میں ان کی خدمات وکارناموں کا زریں سلسلہ قائم ودائم ہے اور انشاء اللہ قیامت تک ان کی ہمہ جہت خدمات جاری وساری رہیں گی، کیوں کہ آپ ﷺ نے امت مسلمہ کو یہ مژدہ سنایا ہے کہ میں دنیا سے جارہا ہوں، لیکن (ہدایت ورہنمائی کیلئے) تمہارے درمیان قرآن مجید اور اپنے خاندان والوں کو چھوڑ رہا ہوں، میرے بعد جب تک تم انہیں پکڑے رہو گے، کبھی گمراہ نہ ہوگے، ایک چیز ان میں دوسری چیز سے عظیم تر ہے، وہ ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) ہے اور وہ آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی اللہ تعالیٰ کی رسی ہے، اور دوسری (چیز) میری اولاد، میرے گھر والے ہیں''۔ (ترمذی)

جنہیں ہم اہل بیت سے تعبیر کرتے ہیں انہیں کی اتباع وپیروی ہمارے لئے نجات کا ذریعہ وسبب ہے اور جب تک انہیں مضبوطی سے

پکڑے رہیں گے کبھی گمراہ نہیں ہوسکتے خود اللہ رب العزت نے ان کی طہارت وپاکیزگی کی شہادت اور گواہی قرآن کریم میں دی ہے۔

اہل بیت کون کون ہیں؟

یہ حقیقت قابل ذکر ہے کہ اہل بیت نبوی میں حضور ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن (جن کی تعداد گیارہ ہے)، آپ ﷺ کی ذریات طیبات رضی اللہ عنہن (جن کی تعداد سات ہے) اور بنو ہاشم کی آل واولاد سب ہی شامل ہیں کیوں کہ قرآن مجید نے حضرات ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہی کو اہل بیت کہا ہے چنانچہ سورہ احزاب کی آیت تطہیر میں مذکور ''اہل بیت'' کا لفظ ازواج مطہرات کے لئے استعمال ہوا ہے اور اس کی اولین مصداق حضرات ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہی ہیں، اس آیت کریمہ کا سیاق وسباق بھی اسی کا متقاضی ہے۔ نیز قرآن مجید کی دیگر آیات کریمہ (سورہ ہود/۷۳، اور سورہ قصص/۱۲) میں بھی بیوی (گھر والی) کو اہل بیت کہا گیا ہے۔ اور اس آیت (آیت تطہیر) کے ذیل میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول منقول ہے کہ: ''آیت قرآنی (اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ...الخ) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حق میں نازل ہوئی ہے''۔ (فتح القدیر ۲۷۰/۴) اور دیگر ائمہ تفسیر حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مقاتل رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے ہے۔ حضرات ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا اہل بیت ہونا خالص قرآن سے ثابت ہے نیز ایک حدیث شریف سے بھی اس کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کی شادی کے واقعہ کے سلسلہ میں منقول ہے کہ: ''آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ“ (اے گھر والیو! تم پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمت ہو) جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: ”وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ“ (آپ ﷺ پر بھی اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمت اور برکتیں ہوں)۔ (بخاری)

اسی طرح حضور ﷺ کی تمام ذریات طیبات (حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ) اہل بیت نبوی میں داخل وشامل ہیں، یہ الگ بات ہے کہ آپ کی نرینہ اولاد کا بچپن ہی میں انتقال ہوگیا، لیکن آپ ﷺ کی چاروں صاحبزادیاں ماشاء اللہ زندہ رہیں، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو چھوڑ کر تینوں صاحبزادیاں رضی اللہ عنہن صاحب اولاد ہوئیں، لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی مبارک نسل چل رہی ہے، اللہ تعالیٰ سادات حسنی وحسینی دونوں شاخوں کو دنیا میں قائم ودائم اور باقی وسلامت رکھے۔ آمین

سادات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہیں

دنیا میں جہاں کہیں بھی حضور ﷺ کے خاندان پائے جاتے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دو فرزند حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما ہی کی نسل سے ہیں، حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی پانچ اولاد تھیں دو لڑکیاں زینب، ام کلثوم اور تین لڑکے حضرت محسن، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم مگر صرف دو ہی فرزندوں حضرت حسن وحسین ہی کی سادات کی نسل چلی ہے۔ حضور ﷺ کی ذریات طیبات رضی اللہ عنہا خصوصاً حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اہل بیت رضی اللہ عنہا ہونے کا ثبوت وہ صحیح احادیث مبارکہ ہیں، جن میں مذکور ہے کہ آیت تطہیر۔ (احزاب: ۳۳) کے نزول کے بعد آپ نے ان کو اپنی چادر مبارک میں لیا، اور آپ ﷺ نے آیت تطہیر

تلاوت فرمائی، پھر یہ دعاء کی کہ: ”اے اللہ! یہ (بھی) میرے اہل بیت ہیں، ان سے ہر طرح کی برائی اور گندگی کو دور فرمادے اور ان کو مکمل طور پر پاک صاف فرمادے“۔ (مسلم، احمد، ترمذی) بلاشبہ آپ کی یہ دعاء قبول ہوئی اور لفظ اہل بیت کے اطلاق میں یہ بھی شامل ہوگئے اور اس بنیاد پر یہ حضرات بھی اہل بیت کے صحیح مصداق ہیں، چنانچہ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ: ”اہل بیت میں ازواج مطہرات کے ساتھ یہ چاروں حضرات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں“۔ (دائرۃ المعارف: ۳/۵۷۷)

اور حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ: ”یہ کہنا زیادہ بہتر اور اولیٰ ہے کہ اہل بیت کا مصداق حضور ﷺ کی اولاد اطہار رضی اللہ عنہم اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں، ان میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں، نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی آپ ﷺ سے خصوصی نسبت وتعلق اور خانگی قرب رکھنے کے سبب اہل بیت میں سے ہیں“۔ بہرحال سبب جو بھی ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اہل بیت میں داخل ہیں اور جو بھی فضائل ومناقب دیگر اہل بیت کے لئے ہیں وہی فضائل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے بھی ثابت ہوں گے۔

حضرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن اور حضور ﷺ کی ذریات طیبات رضی اللہ عنہا کی طرح اہل بیت نبوی میں بنو ہاشم خاص طور سے آل عباس، آل علی، آل جعفر اور آل عقیل رضی اللہ عنہم بھی داخل ہیں، جن کے لئے زکوٰۃ وصدقات کا مال وغیرہ لینا شرعاً حرام ہے، نیز بعض روایات سے بھی ان سب کا اہل بیت ہونا ثابت ہے، ایک حدیث شریف میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ہوں“۔ (ترمذی) اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ: ”(جب پیر کا دن آیا تو) صبح کے وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے

ہم سب (ان کی اولاد) حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور ﷺ نے اپنی چادر مبارک ہم سب کو اوڑھائی اور پھر دعاء فرمائی''۔(ترمذی)

خلاصہ یہ کہ اہل بیت کے اولین مصداق تو ازواج مطہرات ہی ہیں جیسے کہ فارسی زبان میں اہل خانہ اور اردو میں گھر والی سے مراد بیوی ہی ہوا کرتی ہے اسی طرح عربی زبان کے محاورے میں بھی اہل بیت کا اطلاق اصلاً بیویوں ہی کے لئے ہے لیکن وہ لوگ بھی اہل بیت میں شامل ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے اہل بیت قرار دیا اور ایک فرقہ کی طرف سے صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسین، حضرت علی رضی اللہ عنہم ہی کو اہل بیت سمجھا جا رہا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔

اہل بیت نبوی ﷺ کے فضائل

کتاب وسنت میں حضرات اہل بیت نبوی ﷺ کے فضائل ومناقب بہت تفصیل سے وارد ہوئے ہیں، حضرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی قدر ومنزلت اور فضیلت وعظمت کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی بیوی کی حیثیت سے ان سب کا انتخاب فرمایا اور اس کی منظوری عطا فرمائی۔(احزاب:۵۰) اور ان سب کو ''یا نساء النبی'' کے معزز خطاب سے یاد فرمایا۔(احزاب:۳۲) اور ان سب کو ''ازواج النبی'' کے شرف عالی سے ہمکنار فرمایا نیز ان سب کو اللہ تعالیٰ نے ''تمام مومنین کی ماں'' کا بلند درجہ دے کر ان کے مقام ومرتبہ کو خوب واضح فرمایا ہے۔(احزاب:۶)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ''تم عام عورتوں جیسی نہیں ہو'' کہہ کر دنیا کی تمام عورتوں سے بالاتر اور ممتاز شان عطا فرمائی۔ (احزاب:۳۲) اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کی شان عالی میں آیت تطہیر (احزاب/۳۳) نازل فرمائی اور ان سے تطہیر کا وعدہ فرمایا، نیز اللہ تعالیٰ

نے حضرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے حضور ﷺ سے رشتہ زوجیت کو دنیا وآخرت میں دوام بخشا ہے۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں حضرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے فضائل ومناقب کثرت سے بیان ہوئے ہیں، بلا شبہ حضرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن اللہ تعالیٰ کی منتخب کردہ ہیں اور ان سب سے حضور اکرم ﷺ کا عقدِ مبارک اللہ تعالیٰ کی اجازت وحکم سے ہوا، ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''میں نے اپنا یا اپنی کسی بیٹی کا اس وقت تک نکاح نہیں کیا جب تک حضرت جبرئیل اللہ تعالیٰ کے پاس سے وحی لے کر میرے پاس نہیں آگئے''۔(عیون الاثر) حضرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی اس اجتماعی فضیلت کے علاوہ ہر ایک کی علاحدہ علاحدہ فضیلت ومنقبت احادیث مبارکہ میں وارد ہوئی ہے، اس کی تفصیل حدیث وسیرت اور تاریخ ومغازی کی تمام بڑی کتابوں میں موجود ہے۔

ازواج مطہرات

حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات یعنی جن سے نکاح ہوا اور شریکۂ حیات بننے کا شرف حاصل ہوا، ان کی تعداد کل گیارہ ہے۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا، حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا، حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا، حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا، حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب رضی اللہ عنہا، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا۔ ان میں حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کی سب سے پہلی شریک حیات ہیں، ان کی موجودگی میں کوئی دوسرا نکاح نہیں فرمایا، ان کا وصال آپ علیہ السلام کی حیات ہی میں ہوگیا، اسی طرح حضرت زینب

بنت حزیمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال بھی آپ علیہ السلام کی حیات ہی میں ہوا۔ اور بقیہ نو بیویاں حیات رہیں حضور اکرم علیہ السلام کے وصال کے بعد بھی دین کی خدمات انجام دیتی رہیں اور مرجع خلائق بنی رہیں۔عورتیں اور مرد بھی دینی مسائل میں ان سے رجوع کرتے تھے۔بعض دفعہ تو ایسا بھی ہوتا کہ بڑے بڑے صحابہ کرام کو کسی مسئلہ میں شبہہ ہوتا اور وہ ازواج مطہرات میں سے کسی ایک کے پاس آکر اس کو حل فرماتے تھے۔اور فقہ وفتاویٰ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقام ومرتبہ بہت بلند تھا۔نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ تمام عورتوں پر عائشہ کو ایسی فضیلت ہے جیسے تمام کھانوں میں ثرید کو حاصل ہے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بڑی ہی صائب الرائے تھیں،صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور اکرم ﷺ کو بڑا اہم مشورہ دیا۔

غرضیکہ ان پاک باز خواتین کے تذکرے اور ان کے فضائل ومناقب کو بیان کرنے کے لئے کافی وقت چاہئے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے فضائل

حضور ﷺ کی ذریات طیبات میں چار صاحبزادیاں حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں، سب ہی باحیات رہیں، سن بلوغ کو پہونچیں، مکہ سے مدینہ ہجرت کیں، سب کی شادیاں ہوئیں، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے علاوہ سب صاحب اولاد تھیں، آپ ﷺ نے سب کے سلسلہ میں اپنی محبت وتعلق کا اظہار فرمایا ہے چنانچہ حضور ﷺ نے اپنی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شان ومنقبت میں فرمایا ہے کہ: ''یہ میری چاروں بیٹیوں میں سب سے افضل ترین بیٹی ہے، میری وجہ سے اسے مصیبت پہنچی''۔(زرقانی) اور ان کے شوہر حضرت ابوالعاص بن الربیع کے مقام وتعلق کو حضور

ﷺ نے واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ:''اس شخص کا تعلق جو ہم سے ہے وہ تم سب اچھی طرح جانتے ہو،تم کو اس کا مال ہاتھ لگ گیا ہے،تو یہ مال عطیہ الٰہی ہے،مگر میں پسند کرتا ہوں کہ تم اس پر احسان کرو اور مال واپس کردو'(رحمۃ للعالمین)اسی طرح حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کو بہت محبوب تھے۔یہی نواسۂ رسول فتح مکہ کے دن حضور ﷺ کی اونٹنی پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔نیز ان کی صاحبزادی نواسیٔ رسول حضرت امامہ رضی اللہ عنہا بھی آپ ﷺ کو بہت محبوب ہیں اور یہ بھی آپ ﷺ سے بہت مانوس تھیں کبھی کبھار نماز کے دوران دوش مبارک پر چڑھ جاتیں اور آپ ﷺ کو ان کا یہ عمل ناگوار بھی نہ ہوتا تھا،ایک موقع پر حضور ﷺ نے حضرات امہات المومنین کی موجودگی میں فرمایا کہ:''یہ زریں ہار میں اپنے محبوب ترین اہل کو دوں گا''۔حضور ﷺ نے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو بلایا،ان کی آنکھوں کو اپنے دست مبارک سے صاف کیا پھر وہ ہار ان کے گلے میں ڈال دیا''۔(مسند احمد)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا، ان کے شوہر اور ان کی اولاد سے آپ ﷺ کو بڑی محبت وانسیت تھی،حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات کا آپ پر بہت اثر تھا،کفن میں آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک عنایت فرمائی اور یہ حکم دیا کہ:''اس چادر کو سب سے اندر کی طرف جسم سے ملا کر استعمال کرنا''۔(مسلم)

حضور اکرم ﷺ کی چار صاحبزادیوں میں سے تین کا انتقال تو آپ علیہ السلام کی حیات طیبہ ہی میں ہوگیا تھا۔اور اس طرح چار لڑکیوں کی تربیت فرما کر آپ ﷺ نے یہ واضح فرما دیا کہ لڑکیوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت بہت ہی اہم ہے،حضور اکرم ﷺ تمام بیٹیوں اور نواسوں سے بڑی محبت فرمایا کرتے تھے اپنی نواسی امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کو نماز کی حالت میں کندھے پر رکھ لیتے رکوع میں جاتے تو نیچے اتار دیتے، پھر سجدہ کر کے قیام فرماتے تو کندھے پر اٹھا لیتے کیا اس کی کہیں نظیر مل

سکتی ہے کہ اپنی نواسیوں سے اس قدر محبت کرتا ہو گویا آنے والی نسلوں کے لئے یہ تعلیم اور تنبیہ ہے کہ لڑکیوں سے خوب خوب محبت کرو۔

حضرت رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کی دوسری صاحبزادی ہیں، جو آپ ﷺ کو بہت عزیز تھیں، لیکن یہ اپنے شوہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے حبشہ ہجرت کر گئیں، کچھ دنوں تک آپ کو ان دونوں کی کوئی خبر نہ ملی، حسن اتفاق ایک خاتون آئیں اور انہوں نے خبر دی کہ میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے، تو حضور ﷺ کو ایک گونہ تسلی ہوئی پھر آپ ﷺ نے ان دونوں کو دعا دیتے ہوئے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ ان دونوں کے ساتھ ہو''۔ (سیرت المصطفیٰ) اور ان دونوں کی منقبت میں ارشاد فرمایا: ''کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد یہ پہلا جوڑا ہے، جنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستہ میں ہجرت کی''۔ (حاکم) فتح بدر کے دن حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا انتقال فرما گئیں۔ حضور اکرم ﷺ غزوۂ بدر سے واپس ہوئے، قبر مبارک پر تشریف لائے بے اختیار آنکھوں سے رحمت کے آنسو جاری ہو گئے، اور اتنا روئے کہ آنسو قبر پر گرنے لگے۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال پر ملال کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی بحکم الٰہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دی، آپ ﷺ نے نکاح کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ: ''یہ حضرت جبرئیل ہیں جو کہہ رہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا تجھ سے بیاہ دوں''۔ (حاکم) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شکوہ کے موقع پر آپ ﷺ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی فضیلت ومنقبت میں ارشاد فرمایا کہ: ''کیا میں تمہاری بیٹی حفصہ کے

لئے، عثمان رضی اللہ عنہ سے بہتر شوہر اور عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے تمہاری بیٹی سے بہتر بیوی نہ بتلا دوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ضرور بتلا دیں، اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی بیٹی کا حفصہ کا نکاح مجھ سے کر دو اور میں اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیتا ہوں''۔ (بخاری) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے بھی آپ کو بڑی محبت تھی، ان کی وفات پر بہت رنجیدہ ہوئے، کفن میں اپنی چادر مبارک یہ کہہ کر عنایت کی اس کو کفن میں سب سے اندر کی طرف استعمال کیا جائے، ان کی وفات پر بہت افسردہ ہوئے ایک روایت میں ہے کہ: ''آپ ﷺ ان کی قبر کے کنارہ بیٹھے ہوئے تھے اور آنکھوں سے (رحمت کے) آنسو جاری تھے''۔ (سیرت المصطفیٰ)

حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا

نبی اکرم ﷺ کی چوتھی اور سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا ہیں جن کا نکاح ۲ ہجری کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کو بے پناہ محبت تھی ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ علیہ السلام نے ناگواری کا اظہار فرمایا کہ عدو اللہ اور نبی اللہ کی بیٹی ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔ ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ جس نے اس کو تکلیف پہونچائی اس نے مجھ کو تکلیف پہونچائی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب احادیث وسیر کی کتابوں میں بہت بیان کئے گئے ہیں۔ آج پوری دنیا کے اندر جہاں کہیں سادات نظر آتے ہیں وہ سب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی کی نسل سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہل بیت اطہار سے محبت وتعلق نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆

زرعی پیداوار میں کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. ”لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسَقَ مِنَ الثَّمَرِ صَدَقَةٌ وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَ اَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَ ذُوْدٍ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ“ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

اسلام میں تین قسم کی چیزوں کا نصاب زکوٰۃ بیان کیا گیا ہے چونکہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں خصوصاً مدینہ اور اطراف مدینہ میں جو لوگ خوشحال اور

صاحب ثروت سمجھے جاتے تھے۔ عموماً یہی تین چیزیں کھجوروں کے باغات، سونے چاندی اور اونٹ ہوا کرتے تھے۔ اس واسطے یہ تین چیزیں ذکر کی گئیں ورنہ ان تینوں کے علاوہ بھی بہت سی چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے۔ مال تجارت خواہ کسی قسم کا ہو اگر نصاب کے بقدر ہو جائے تو زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔ اس وقت مجھے زرعی پیداوار اور پھلوں کی زکوٰۃ کے متعلق عرض کرنا ہے۔

زرعی پیداوار سے مراد: ہر قسم کا غلہ، ہر قسم کے پھل، میوے اور ترکاریاں جیسے خربوزہ، تربوزہ، ککڑی، شکرقند، گنا وغیرہ۔

(۱) عشر: (دسواں حصہ) زرعی پیداوار اگر بارش کے پانی سے یا بغیر پانی کے مثلاً دھان یا باجرا، جوار اور موسم خریف کی فصلیں یا دریا کے کنارے اور ترائی کی زمین میں موسم ربیع کی پیداوار ان سب میں (عشر) یعنی دسویں حصہ نکالنا فرض ہے۔ یعنی دس من میں سے ایک من، یا دس پھل میں ایک پھل عُشر میں نکالا جائے گا۔

(۲) نصف عشر (بیسواں حصہ) اگر پیداوار پانی سینچ کر یا قیمتاً پانی لے کر کی جا رہی ہو تو اس میں (نصف عشر) بیسواں حصہ فرض ہے۔ یعنی ۲۰ من میں سے ایک من اور ۲۰ پھلوں میں ایک پھول زکوٰۃ میں نکالا جائے گا۔ اور یہ غریبوں محتاجوں کا حق ہوگا جو پھل اور کھیتی کے مالکان پر ادا کرنا واجب ہے۔ علاقے محلے میں کتنے ایسے غریب ہوتے ہیں کہ ان کے پاس کھانے پینے کے لئے سامان مہیا نہیں ہوتے پھلوں کا سیزن ختم ہو جاتا ہے، مگر ان کو پھل چکھنا بھی میسر نہیں آتا اور پھلوں کے مالکان ڈھیر سارے پھلوں کو کچرے اور ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتے ہیں۔ اگر ہر ایک صاحب نصاب اپنی پیداوار کی صحیح صحیح دسواں یا بیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کر دیا کرے تو بہت حد تک غریبی وفاقہ کشی پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ فضولیات اور لایعنی کاموں میں کتنے اموال ضائع کر دیئے جاتے ہیں جس کے لئے گناہ کے کوئی ثواب

نہیں مگر غریبوں اور محتاجوں کے لئے تھوڑا سا نکالنا ایک بوجھ سا محسوس ہوتا ہے۔ بہر حال یہ زرعی پیداوار کے متعلق سے چند باتیں بیان کر دی گئیں۔ اب تجارتی اموال کے متعلق چند باتیں غور سے سماعت فرمائیں۔

سامان تجارت کا نصاب

تجارتی سامان کی قیمت اتنی ہو کہ اس سے بقدر نصاب چاندی خریدی جا سکتی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ اس کے بعد جتنا مال بڑھتا جائے گا سب کی قیمت کا چالیسواں حصہ (۱/۴۰) یعنی ڈھائی فیصد (۲ ۱/۲) زکوٰۃ میں نکالا جائے گا۔

سونے کے نصاب کے مطابق تجارت کی قیمت لگانا بھی جائز ہے۔ لیکن غریبوں اور مسکینوں کو زیادہ فائدہ پہنچانے کے لئے چاندی کے نصاب کی قیمت سے حساب کرنا زیادہ مناسب ہے۔

یاد رکھئے کسی مال کے مال تجارت قرار پانے کیلئے ضروری ہے کہ اس کے مالک کی نیت اس سے تجارت کرنے کی ہو اور عملاً وہ اس سے تجارت شروع کر دے۔

آج کل بہت سے لوگ زمینوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ اگر زمین اس نیت سے خریدتے ہیں کہ کل جب ریٹ زیادہ ہو جائے گا تو بیچ دیں گے تو اس زمین پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ اسی طرح اگر گھر خریدتا ہے یا تعمیر کراتا ہے۔ فروخت کرنے کے لئے تو یہ بھی اموال تجارت میں شمار کیا جائے گا اور اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی اور اگر پہلے سے اس کی نیت زمین خرید کر گھر تعمیر کرنے یا کھیتی کرنے کی تھی یا گھر خرید کر اس میں رہائش کی یا کرایہ پر دینے کی تھی پھر بعد میں اس کی نیت بدل گئی خواہ کسی وجہ سے نیت بدل گئی مثلاً زمین کی ریٹ زیادہ ہو گیا یا جو مکان تعمیر کر رہا تھا یا خرید رہا تھا اس

کی قیمت بہت بڑھ گئی اور اس نے بجائے کرایہ پر دینے کے فروخت کرنے کی نیت کر لی تو اس صورت میں زمین اور مکان کی مالیت پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی بلکہ جب وہ زمین یا مکان فروخت کرے گا تو اس روپئے پیسے پر زکوٰۃ فرض ہوگی اور بعد میں نیت بدلنے کا کوئی اعتبار نہ کیا جائے گا ویسے زمینوں کا کاروبار کرنے والے زکوٰۃ کی ادائے گی پر بہت کم توجہ دیتے ہیں اور اکثر تو ادا ہی نہیں کرتے۔ جب کہ اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خرچ کرنے سے مال میں اضافہ ہی کرتے ہیں۔

رکاز اور معادن کی زکوٰۃ

رکاز: یعنی زمین میں دبی ہوئی چیزیں۔ معادن: وہ دھاتیں جو زمین میں خدا کی پیدا کردہ ہیں۔

رکاز اور معادن کا کوئی نصاب نہیں ہے اور اس پر ایک سال گزرنے کی شرط بھی نہیں ہے۔ ان میں خمس یعنی پانچواں حصہ نکالا جائے گا۔

آج کل اگر کسی کی زمین میں کوئی خزانہ مل جائے تو حکومت اس کو ضبط کر لیتی ہے اسلئے لوگ اس کو چھپا کر استعمال میں لے آتے ہیں۔ تاکہ حکومت کے دست برد سے بچ سکیں۔ بہرحال شرعی قوانین کے اعتبار سے اس دفینہ سے مال کا پانچواں حصہ نکالا جائے گا۔ اور اس طرح مال کے مقررہ حصہ میں سے جب اس کی ایک معتد بہ مقدار شرعی قواعد وضوابط کے مطابق نکال دی جاتی ہے تو وہ اللہ کی حفاظت میں چلا جاتا ہے اور پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ اسلئے زکوٰۃ کی ادائیگی میں غفلت وسستی اور کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔ مومن کی جان ومال اللہ کی امانت ہے اسلئے اللہ کے حکم ومنشا کے مطابق اس کو لگانا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

بشر حافی جب اللہ کے ولی بنے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدَہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدِنَا وَمَوْلاَنَا مَحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ. قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لاَ خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاَ ھُمْ یَحْزَنُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطیٰ لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدْ اِسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانِ . اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامَ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنوں! آج میری تقریر کا عنوان ہے بشر حافی جب اللہ کے ولی بنے۔ اللہ کی سرزمین کبھی ولیوں اور قطب وابدال

سے خالی نہیں رہی انہیں بزرگوں اور مقبول بندوں کی وجہ سے اللہ رب العزت کا یہ نظام چل رہا ہے۔ بارش برسا رہا ہے۔ ہوا چلا رہا ہے۔ مخلوق کو روزی دے رہا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب تک زمین پر ایک بھی اللہ اللہ کہنے ولا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ پوری دنیا کے نظام کو چلاتے رہیں گے۔ جب ایک بھی اللہ اللہ کہنے والا اس زمین پر باقی نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ پوری دنیا کو ختم کردیں گے اور قیامت برپا ہوجائے گی۔ دور نبوت سے جیسے جیسے بعد ہوتا جارہا ہے ویسے ویسے لوگوں میں بے دینی اور دنیا سے محبت پیدا ہوتی جارہی ہے اور دنیا جتنی زیادہ ترقی کررہی ہے اتنی ہی اللہ ورسول سے دوری ہوتی جارہی ہے قسم قسم کی برائیاں بالکل عام ہوچکی ہے۔ حتی کہ لوگوں نے برائی کو برائی سمجھنا ترک کردیا۔ فیشن کے نام پر ہر برائی کو پھیلا دیا گیا ہے اور لوگوں میں اس کو عام کردیا ہے۔ لیکن دور نبوت میں اور بعد کے ادوار میں لوگوں میں نیکی اور اللہ ورسول سے محبت کا رجحان غالب تھا اس لئے انہیں بزرگوں کی اتباع میں ہماری کامیابی ہے اور ان کی سیرتوں پر عمل کرنا ہمارے لئے ذریعہ نجات ہے اس لئے اجمالی تذکرہ بشر حانی رحمۃ اللہ علیہ کا سماعت فرمائیں!

بشر حافی کو اتنا بڑا مقام کیسے حاصل ہوا

آپ کا اصل وطن فرو تھا، اور بغداد میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ ۲۲۷ھ میں بغداد ہی میں وفات پائی.......آپ کی توبہ کا یہ سبب ہوا کہ ایک بار راستے میں آپ کو کاغذ کا ایک پرزہ ملا جس پر اللہ عزوجل کا نام لکھا ہوا تھا اور وہ پیروں کے نیچے پڑا ہوا تھا۔ آپ نے اسے اٹھالیا۔ آپ کے پاس ایک درہم تھا، اس کا عطر خریدا اور اس پرزے کو اس سے معطر کرکے ایک دیوار کے شگاف میں رکھ دیا۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ گویا کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔ اے بشر، تو نے میرے نام کو معطر کیا میں

بھی تیرے نام کو دنیا وآخرت دونوں میں معطر کروں گا........بشر حانی رحمۃ اللہ علیہ کا کچھ لوگوں کے پاس سے گذر ہوا۔ آپ کو دیکھ کر لوگ کہنے لگے یہ وہ شخص ہے جو ساری رات عبادت کرتا ہے اور تین تین دن پر افطار کرتا ہے۔

یہ سن کر بشیر رو پڑے آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا: مجھے یاد نہیں ہے کہ میں کبھی پوری رات جاگا ہوں یا کسی دن روزہ رکھا ہوں، اور رات کو افطار نہ کیا ہوں۔ لیکن بندہ جتنا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے اس سے کہیں زیادہ کا گمان لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔

بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو مجھ سے پوچھا: اے بشر تمہیں پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہم عصروں میں تمہارا درجہ کیوں بلند کیا ہے میں نے عرض کیا! یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے علم نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری سنت کی پیروی نیکوں کی خدمت۔ مسلمانوں کی خیر خواہی اور میرے اصحاب اور اہل بیت سے محبت کرنے کی وجہ سے۔ یہی وہ چیز ہے جس نے تمہیں ابرار کے مرتبہ پر پہنچایا۔ بشر فرماتے تھے کہ میں چالیس سال سے بھنا ہوا گوشت کھانے کی خواہش رکھتا ہوں لیکن مجھے کبھی جائز اور حلال مال سے اتنی قیمت میسر نہ ہوسکی۔ جب بشر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ روٹی کس چیز سے کھاتے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عافیت کو یاد کرتا ہوں اور اسی کو سالن بنالیتا ہوں۔ بشر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا رزق حلال میں اس کی قلت کی بنا پر اسراف کی گنجائش نہیں ہوگی بشر رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا گیا اور آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ اللہ نے کیا معاملہ کیا تو آپ نے جواب دیا مجھے بخش دیا اور نصف جنت میرے لئے جائز کردی اور مجھ سے یوں ارشاد فرمایا: اے بشر اگر تو انگاروں پر بھی سجدہ کرتا تب بھی اس عزت وعظمت اور محبت کا جو میں نے تیرے لئے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال

دی تھی شکر ادا نہیں کر سکتا تھا اور بشر نے فرمایا ایسے شخص کو آخرت کی حلاوت نہیں مل سکتی جسے اس بات کی خواہش ہو کہ وہ لوگوں میں مشہور ومعروف ہو۔

احیاء سنت کا اہتمام

بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کو جو ولایت ملی تو اس کا ایک بڑا سبب اللہ کے نام کی تعظیم کرنا ہے۔ آج کل راستوں اور کوڑے دانوں میں عربی عبارتیں اور قرآنی آیتیں پڑی ہوتی ہیں اردو اخباروں میں قرآن کی آیت لکھی ہوتی ہے۔ احادیث لکھی ہوتی ہیں اور ان کو پڑھ کر پھینک دیا جاتا ہے۔ جہاں لوگوں کے پاؤں تلے روندی جاتی ہے اس سے بچنے کی ضرورت ہے اللہ کے نام کی تعظیم کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں عزت عطا فرمائیں گے۔ اور بشر حانی کے تذکرے سے یہ معلوم ہوا کہ سنت کی پیروی ہر حال میں کرنا چاہئے اور خصوصاً ایسے دور میں جب کہ ہر طرف سے فتنوں کی یلغار ہو، الحاد وبے دینی کا ماحول ہو، سنتوں سے لوگ دور ہو رہے ہوں، غیروں کے طور وطریق اختیار کر رہے ہوں تو ہمارے لئے سنتوں پر عمل کرنا اور زیادہ ضروری ہو جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ. جس نے میری امت کے فساد کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ اسلئے ہم سب کو چاہئے کہ سنتوں پر مضبوطی سے عمل پیرا رہیں اور کبھی کوئی سنت ہم سے فوت نہ ہونے پائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو زندہ کرنے، صحابہ کرام، تابعین عظام اور اولیاء کرام کی سیرتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اسلام معتدل مذہب ہے

اَلسّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

معزز خواتین، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

رسول کریم ﷺ کی زندگی ہمارے لئے نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو ساری انسانیت کی رہنمائی کے لئے بھیجا اور دنیوی واخروی فلاح وبہبودی کے لئے آپ علیہ السلام کی اتباع وپیروی کو لازم اور ضروری قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ: وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ. جو کچھ رسول تم کو دیں تو اس کو لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو۔

دین نام ہے نبی کریم ﷺ کے قول وفعل میں اتباع وپیروی کرنے کا، جس چیز کا ہم کو حکم ہورہا ہو اس کو ہم کریں خواہ ہماری عقل وفہم اس کو قبول کرے یا نہ کرے اور جس چیز سے منع کیا جارہا ہو اس سے باز رہیں۔

حضور ﷺ کا عمل ہی اسوۂ حسنہ ہے

ایک مرتبہ تین اصحاب رضی اللہ عنہم نبی ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور نبی کریم ﷺ کی عبادتوں کا حال دریافت کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی عبادات کی تفصیل بتائی۔ صحابۂ کرام کہنے لگے: اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ. ہم نبی ﷺ کے مقابلہ میں کہاں ہیں اس لئے کہ اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے تمام گناہوں کو معاف کردیا ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا: فَاَنَا اُصَلِّی اللَّيْلَ اَبَدًا: میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا: اَنَا اَصُوْمُ النَّهَارَ اَبَدًا وَلَا اُفْطِرُ: میں ہمیشہ دن میں روزہ رکھوں گا، افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا: اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا: میں عورتوں سے الگ تھلگ رہوں گا، کبھی شادی نہیں کروں گا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا مَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمُ اللّٰهُ وَاَتْقَاكُمْ لَهُ لٰكِنَّ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ: (بخاری ومسلم) "کیا تم لوگوں ہی نے ایسی اور ایسی بات کہی ہے: سنو! اللہ کی قسم میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کی خشیت رکھنے والا ہوں، لیکن میں روزہ رکھتا بھی ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ پس جو میری سنت سے

اعراض کرے گا وہ میرے طریقہ پر نہیں ہوگا‘‘۔ تینوں صحابہ نے جب نبی ﷺ کی عبادت کا حال سن کر اپنی عبادتوں میں غلو اختیار کرنے کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ نے موقعہ کی نزاکت اور صحابہ کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے کس طرح حکمت ودانائی کے ساتھ اپنی مثال دیتے ہوئے انہیں غلو پسندی سے بچایا اور اسلام کی صحیح فکر اور راہ اعتدال کی تعلیم دی۔

اسلام میں رہبانیت نہیں ہے

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص دین کے معاملہ میں غلو کرتا ہے تو وہ غلط ہے۔ مذہب اسلام فطرت انسانی کے موافق ہے۔ عیسائیوں نے اپنے مذہب میں بہت غلو کرلیا تھا جب کہ اللہ کی طرف سے ان کو اس کا حکم نہیں ملا تھا۔ بیوی بچوں کو چھوڑ کر کسی پہاڑ کی کھوہ میں چلے جاتے اور رات دن اللہ کی عبادت میں لگے رہتے اسی کو وہ لوگ رہبانیت سے تعبیر کرتے تھے۔ لیکن امت محمدیہ میں اس طرح کی رہبانیت نہیں ہے اور نبی کریم ﷺ نے زندگی گذارنے کے اصول وضوابط اپنی عملی زندگی کے ذریعہ بتادیئے ہیں۔

غلطیوں کی اصلاح اجتماعی ہو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: **لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ اَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ اِلَى السَّمَاءِ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ**: ’’لوگوں کو نماز میں دعا مانگتے ہوئے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آجانا چاہئے، ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی‘‘۔

حالت نماز میں صحابہ سے آسمان کی طرف نظریں اٹھانے کی غلطی کی اصلاح کے لئے انفرادی انداز اختیار کرنے کے بجائے اجتماعی انداز اختیار کیا تاکہ غلطی کرنے والوں کو شرمندگی بھی لاحق نہ ہو اور ان کی اصلاح بھی ہوجائے، نیز یہ کہ دوسرے لوگ بھی اس سے متنبہ ہوجائیں۔

اسی طرح ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے قبلے کی طرف بلغم دیکھا تو آپ ﷺ نے بلغم تھوکنے والے کی تحقیق کرکے انفرادی طور پر نصیحت کرنے کے بجائے عمومی طور پر نصیحت کی۔ جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں قبلے کی طرف بلغم دیکھا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: **مَا بَالُ اَحَدُكُمْ يَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ رَبَّهُ فَيَتَنَخَّعُ اَمَامَهُ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يُسْتَقْبَلَ فَيُتَنَخَّعَ فِيْ وَجْهِهِ فَاِذَا تَنَخَّعَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَنَخَّعْ عَنْ يَسَارِهِ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَقُلْ هٰكَذَا وَوَصَفَ الْقَاسِمُ فَتَفَلَ فِيْ ثَوْبِهِ ثُمَّ مَسَحَ بَعْضَهُ عَلٰى بَعْضٍ**: (مسلم/ باب النهى عن البصاق فى المسجد فى الصلوة وغيرها)

’’تمہارا کیا حال ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے رب کی طرف رخ کر کے کھڑا ہوتا ہے اور اس کے سامنے تھوکتا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ کوئی اس کی طرف منہ کرے پھر اس کے منہ پر تھوک دے۔ جب تم میں سے کسی کو تھوک آئے تو بائیں طرف قدم کے نیچے تھوکے۔ اگر جگہ نہ ہو تو ایسا کرے۔ (راوی قاسم نے یوں بیان کیا کہ اپنے کپڑے میں تھوکے پھر اسی کپڑے کو مل ڈالے)۔

اسلام ایک جامع مذہب

اس زمانہ میں الحمدللہ مسجدیں بڑی خوبصورت ہیں سنگ مرمر لگے ہوتے ہیں اچھی اور بیش قیمت قالینیں بچھی ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں اگر تھوک آئے تو

بجائے اِدھر اُدھر تھوکنے کے اپنے کپڑے یا رومال وغیرہ میں تھوک لیا کرے اور حتی الامکان چھپا کر تھوکے تا کہ دوسرے لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ اسلام چھوٹی چھوٹی باتوں کی بھی تعلیم کرتا ہے۔ اسی سے اسلام کی جامعیت کا اندازہ لگتا ہے۔ کسی اور مذہب میں یہ احکامات نہیں ہیں اور ہر ایک اعتدال کے دائرے میں ہے کسی میں غلو نہیں اور اسلام کے پیروکاروں کو اپنا مذہب چھوڑ کر دوسرے مذاہب میں کسی چیز کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ایک یہودی نے طنزیہ طور پر کہا تھا کہ تمہارے پیغمبر کیسے ہیں کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی تعلیم کرتے ہیں حتی کہ پیشاب پائخانہ کا طریقہ بتاتے ہیں۔ تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بطور فخر کہا تھا کہ ہاں ہاں ہمارے پیغمبر تو ہم کو ہر ہر چیز کی تعلیم کرتے ہیں حتی کہ غسل کا طریقہ بھی سکھلاتے ہیں۔ زندگی کا کوئی شعبہ نہیں چھوڑا جس کو اسلام نے بیان نہ کر دیا ہو مگر افسوس ہم مسلمانوں پر ہے کہ اسلام کی عمدہ اور لاجواب تعلیم کو چھوڑ کر غیروں کی تقلید کرتے ہیں اور یورپ و امریکہ کی گندی اور آوارہ تہذیب کو اختیار کرتے ہیں۔ جس کو انہوں نے فیشن کا نام دے رکھا ہے۔ اور اسی فیشن نے ہمارے دین کو تباہ و برباد کر رکھا ہے۔ اور شرم وحیا کا جنازہ نکال دیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اسلام کے ایک ایک حکم پر عمل کریں اور غیروں کے طرزِ عمل سے بچیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کا فرمانبردار بنائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

ایمانی کیفیت اور گناہوں پر ندامت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحاً". صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

معزز خواتین، مشفق ومہربان معلمات، اور عزیزہ طالبات! آج کی تقریر کا موضوع ہے۔ "ایمانی کیفیت اور گناہوں پر ندامت" اسی تعلق سے کچھ باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں آپ سامعین کے گوش گذار کرتا ہے۔ مومن کے دو دشمن ایسے ہیں جو ہمیشہ اس کے ساتھ لگے رہتے ہیں ایک نفس دوسرے شیطان یہ کبھی جدا نہیں ہوتے اور ہمیشہ برائیوں اور گناہوں پر اکساتے رہتے ہیں۔ اس

لئے انسان گناہوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ ان دونوں دشمنوں سے بچاؤ کی کیا شکل ہے؟ تو اس کا سب سے بڑا ہتھیار اللہ کا خوف اور آخرت کا حساب وکتاب ہے۔ اگر یہ دونوں چیزیں انسان ہر وقت یاد رہیں تو ہرگز گناہ نہیں کرے گا، لیکن اس کے باوجود بھی کسی گناہوں میں مبتلا ہوجائے تو اس کا علاج توبہ ہے وہ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر توبہ کرلے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کردیں گے۔ اور دنیا ہی میں گناہوں کی معافی مانگ لیں آخرت میں معافی نہیں وہاں نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔ ہر ایک کو اپنی فکر ہوگی۔ چنانچہ قیامت کے دن جب گنہگار لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے اور سفارش کی درخواست کرتے ہوئے کہیں گے۔ اَنْتَ اَبُوْنَا وَاَبُوالْبَشَرِ خَلَقَکَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْکَ مِنْ رُوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلاَئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَکَ. آپ علیہ السلام ہمارے اور ساری انسانیت کے باپ ہیں، اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا، اور اپنی روح آپ میں پھونکی اور اس کے حکم پر فرشتوں نے آپ کے لئے سجدہ کیا۔ ہم جس پریشانی میں مبتلا ہیں، آپ اس سے واقف ہیں، اپنے رب سے ہمارے حق میں سفارش کیجئے۔ آدمؑ کہیں گے: اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضِبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضِبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ نَهَانِیْ عَنْ شَجَرَةٍ فَعَصَيْتُهٗ. آج میرا رب اس قدر غضب ناک ہے کہ اتنا غضبناک نہ پہلے کبھی ہوا تھا اور نہ اس کے بعد ہوگا، اس نے مجھے ایک درخت سے منع کیا تھا، میں نے نافرمانی کی، میں خود اپنے انجام کے سلسلے میں پریشان ہوں، میں تمہارے حق میں سفارش نہیں کرسکتا۔ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ ممکن ہے وہ تمہاری سفارش کرسکیں۔ نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، اور عیسی علیہ السلام تمام ہی انبیائے کرام اپنی معمولی لغزشوں کا ذکر کے سفارش کرنے سے انکار کردیں گے۔

(بخاری: باب ذریة من حملنا من نوح انه کان عبدا شکوراً)

انبیاء علیہم السلام سے جو لغزشیں ہوئیں، اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں انہیں معاف کرکے ان کو اپنے محبوب بندوں میں شامل کرلیا تھا، اس کے باوجود انہیں اس قدر ڈر ہوگا کہ وہ سفارش کی ہمت نہیں کریں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے جس لغزش کا ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی معافی کا ذکر کیا ہے، جیسا کہ سورۂ طٰہٰ میں ارشاد ہے: وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی. ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰی (طٰہٰ:۱۲۱،۱۲۲) ''آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو گمراہ ہوگئے، پھر ان کے رب نے انہیں چن لیا، تو ان کی توبہ قبول کرلی اور انہیں راہ راست پر ڈال دیا''۔ اور انہیں اس لغزش کی سزا بھی مل گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت سے نکال کر دنیا میں بھیج دیا۔ سزا ملنے اور معافی کا اعلان کرنے کے باوجود آدم علیہ السلام اپنی اس لغزش کی وجہ سے اللہ کے عذاب اور اس کے غضب سے اس قدر خوف زدہ رہیں گے کہ سفارش کرنے سے انکار کردیں گے۔ یہی حال تمام انبیائے کرام کا ہوگا۔

انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہیں ان سے جو کچھ لغزشیں ہوئیں اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں ان کی معافی کا اعلان فرمادیا۔ آخرت میں ان سے کوئی باز پرس نہ ہوگی مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ کے انتہائی غیظ وغضب ہونے کی وجہ سے یہ معصوم بندے بھی اس درجہ خائف وپریشاں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی سفارش نہ کراسکیں گے۔ یہ معزز ہستیاں جب اللہ تعالیٰ سے اتنا خائف ہونگی تو اوروں کی کیا گنتی اور کیا حشر ہوگا؟

خلیفۂ ثانی اور خوف خدا

انبیائے کرام کے بعد اس دنیا میں سب سے افضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، ان کا بھی یہی حال تھا، معمولی لغزشوں کی وجہ سے وہ اللہ کے عذاب سے ہمیشہ خائف

رہتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مرض الموت میں تھے، ایک شخص نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا: آپ رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں، خلیفۂ ثانی ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ کو راہ حق میں شہادت کا شرف بھی حاصل ہو رہا ہے، آپ رضی اللہ عنہ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ان تمام خصوصیات کو سننے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **لَيْتَنِيْ يَا ابْنَ اَخِيْ اَوْ ذٰلِكَ. كَفَافًا لَا عَلَيَّ وَلَا لِيْ.** "اے بھتیجے! اگر اللہ تعالیٰ میری تمام نیکیوں کا مجھے بدلہ نہ دے تو کوئی بات نہیں، میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرے گناہوں کی وجہ سے وہ قیامت کے دن میری گرفت نہ کرے"۔

(بخاری: باب ماجاء فی قبر النبی او ابی بکرؓ وعمرؓ)

اللہ اکبر یہ مقام و مرتبہ کہ دنیا ہی میں جنت کی بشارت سینکڑوں خوبیوں کے مالک آپ ﷺ کے دوسرے خلیفہ عدل وانصاف کے پیکر منبع سنت قرآن کریم کی کئی آیتیں جن کی رائے کے موافق آسمان سے نازل ہوئی ان کا یہ حال کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس قدر خوف کھا رہے تھے فرماتے کہ میری نیکیوں کا بدلہ نہ ملے نہ صحیح مگر میرے گناہوں پر گرفت نہ کی جائے۔

یقیناً یہی لوگ اس لائق تھے کہ نبی آخر الزماں ﷺ کی رفاقت اور معیت حاصل ہو اور دین کی باگ ڈور ان کے ہاتھوں میں ہو۔ اور نبی کریم ﷺ کے خلیفہ اور نائب بن سکیں اور انہیں کے لئے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی جائے۔

صحابۂ کرام کا اللہ سے خوف

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ ایک دن پریشانی کے عالم میں گھر سے نکلے، راستے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خیریت دریافت کی تو کہنے لگے: "حنظلہ رضی اللہ عنہ منافق ہو گیا"۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیسے؟ انہوں نے کہا: جب

ہم رسول اکرم ﷺ کی مجلس میں ہوتے ہیں، آپ ﷺ کی باتوں کو سنتے ہیں تو ہمارے ایمان کی عجیب کیفیت ہوتی ہے، مگر جب ہم آپ علیہ السلام کے پاس سے نکل کر اپنے گھروں کو چلے آتے ہیں، بیوی بچوں میں اور کاروبار میں لگ جاتے ہیں تو اس ایمانی کیفیت میں کمی آجاتی ہے اور آخرت سے غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ جو دہری کیفیت ہے۔ اس لئے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ میں منافق ہو گیا ہوں! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا بھی تو یہی حال ہے! دونوں مل کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور اپنا حال سنایا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: **وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِيْ وَفِي الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَفِيْ طُرُقِكُمْ وَلٰكِنْ يَا حَنْظَلَةِ سَاعَةً وَسَاعَةً.**

(مسلم : باب فضل دوام الذكر والفكر فی أمور الآخرة)

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تمہاری ہمیشہ وہی حالت رہے جو میرے پاس موجود رہنے کے وقت ہوتی ہے اور ہمیشہ ذکر میں مشغول رہو تو فرشتے راستوں میں اور بستروں میں تم سے ملاقات کرنے لگیں، مگر اے حنظلہ رضی اللہ عنہ! یہ کیفیت ہمیشہ نہیں رہ سکتی"۔ یعنی آپ علیہ السلام نے انہیں اطمینان دلایا کہ تم سچے مومن ہو، اپنے ایمان کے معاملے میں شک کرنے کی ضرورت نہیں۔

صرف ایک دو صحابہ رضی اللہ عنہم کا نہیں بلکہ اکثر صحابہ کا یہی حال تھا۔ اپنی معمولی لغزشوں کی وجہ سے اپنے آپ پر نفاق کا اندیشہ ظاہر کرتے تھے۔ ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **اَدْرَكْتُ ثَلَاثِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَخَافُ النِّفَاقَ عَلٰى نَفْسِهٖ.** (بخاری: باب خوف المومن من ان یحبط عمله وهولا یشعر)

"میں نے تقریباً تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی، سب اپنے بارے میں اس بات کا خدشہ ظاہر کرتے تھے کہ کہیں وہ نفاق میں مبتلا نہ ہو گئے ہوں"۔

جب دنیا کے ان نیک ترین لوگوں کا یہ حال ہے تو ہم جیسے گنہگاروں کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنے آپ پر نظر رکھیں، وقتاً فوقتاً اپنا محاسبہ اور جائزہ لیتے رہیں، گناہوں سے بچنے اور دور رہنے کی پوری کوشش کریں اور ہر اس طریقے کو اپنائیں جن سے اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری مغفرت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حشر محبت والے کے ساتھ ہوگا

آج گناہوں پر ہم لوگ ڈھیٹ ہوگئے ہیں آخرت میں حساب وکتاب کا کوئی اندیشہ ہی نہیں رکھتے جب کہ اس دن کی ہولناکی کا ذکر قرآن کریم میں ہے کہ بچوں کو بوڑھا بنا دیا جائے گا اس لئے اس دن کی سختی سے بچنے کے لئے آج ہی سے تیاری کرنی ضروری ہے۔ صحابہ کرام اتنے متقی وپرہیزگار ہونے کے باوجود ہر وقت آخرت کے خوف سے لرزہ براندام رہتے اور تمنا کیا کرتے کاش میں کوئی پتہ ہوتا کہ جانور مجھے کھالیتا، کاش کوئی جانور ہوتا تاکہ قیامت کے دن حساب کتاب سے بچا رہتا۔ حساب وکتاب کی ان کو ہمیشہ فکر لاحق رہتی تھی اسی لئے وہ ہر گناہ سے کوسوں دور رہا کرتے تھے۔ دنیوی کاروبار میں ہوتے تو بھی آخرت کی فکر دامن گیر رہا کرتی تھی اور ہم لوگوں کا یہ حال ہے کہ عبادت کے وقت بھی اللہ کا خوف نہیں کرتے ہر وقت دنیا کمانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ ایک صحابی دربار رسالت میں تشریف لاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ میں گھر میں ہوتا ہوں بے چینی ہوتی ہے آپ کی زیارت کرلیا کرتا ہوں سکون مل جاتا ہے اور مرنے کے بعد اگر میں جنت میں پہونچ بھی گیا تو آپ کا مقام ومرتبہ ایسا کہ انبیائے کرام کے زمرے میں ہوں گے وہاں آپ کی زیارت نہیں ہو سکے گی۔ تو جنت میں کیا لطف آئے گا۔ اللہ اکبر کیا

محبت تھی صحابہ کرام کو آپ علیہ السلام سے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلْمَرْأُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی۔ اس لئے ہم دنیا میں اچھے لوگوں کی صحبت میں رہیں تاکہ مرنے کے بعد علماء اور صلحاء کی صحبت نصیب ہو۔ صحبت کا اثر بہت جلد ہوتا ہے۔ دنیا میں رہتے ہوئے اچھے لوگوں کی صحبت اور ہم نشینی اختیار کریں۔ بروں کی صحبت سے ہر وقت بچیں اور ہر وقت حساب وکتاب کی فکر کریں۔ اپنے نفس کا محاسبہ کریں اور گناہوں پر ندامت اور توبہ کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو نیک بندوں میں شامل فرمائے۔ اور نبی آخر الزماں ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ. قَالَ اللّٰهُ تبارک وَتَعَالٰی وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. "اِنَّ اللّٰهَ تعالٰی یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنُهَا" اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامَ.

مشفق ومہربان معلمات بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو!

اللہ رب العزت کا دستور رہے کہ اپنے برگزیدہ بندوں یعنی انبیاء علیہم السلام کو لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے بھیجتا رہا تاکہ راہ راست سے ہٹے ہوئے بندگان خدا کو اللہ سے ملائیں جب نبیوں کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے بند کر دیا تو اولیاء کرام کو علماء عظام، متقیان دین اور حاملان شرع متین کو اس کا مکلّف بنادیا کہ وہ اسی کام کو بحسن وبخوبی انجام دیں چنانچہ پھر علماء اس کام کو انجام دینے لگے، اور الحمد للہ ہندوستان کی سرزمین پر بھی ہمیشہ اللہ کے مقبول بندوں کے قدم پڑتے رہے ہیں تاکہ الحاد و بے دینی خواہش نفس اور ہواپرستی میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو سیدھا راستہ دکھائیں۔

جب کفر کی تاریکیاں بڑھتی ہیں، ظلم وجبر کی آندھیاں چلتی ہیں۔ بے دینی والحاد کا زہر انسانوں کو ہلاک کرنے لگتا ہے، فسق وفجور کے سرکش دیوتا اپنے لاؤلشکر کے ساتھ میدان میں نکل آتے یں، جب انسانیت دم توڑنے لگتی ہے، خیر وصلاح کا کاروبار ماند پڑنے لگتا ہے۔ تقویٰ وللّٰہیت کا نام انسانوں کے لئے اجنبی اور غیر مانوس ہوجاتا ہے، ایسے وقت میں خدا تعالیٰ ایک ہادی اور مصلح کو بھیجتا ہے جو سونے والوں کو جگاتا اور جاگنے والوں کو جھنجھوڑتا ہے، جوراہِ فرار اختیار کرنے والوں کو صحیح راہ دکھاتا اور راستہ کی رکاوٹوں کو دور کرتا ہے جو غافل دلوں کی سیاہی دور کرتا اور ان میں نورالٰہی بھرتا ہے جو خدا سے دور ہو چکے بندگان خدا کو اس کے قریب کرتا اور ان کے مصائب کا مداوا کرتا ہے جو حیات انسانی کو برائیوں سے پاک اور رب کائنات کی کبریائی کا پرچم بلند کرتا ہے۔

دسویں صدی ہجری کا زمانہ تھا، ہندوستان میں خدا کا نام لینے والوں پر بڑا سخت وقت آپڑا تھا۔ کفر وارتداد کے تیز جگر قصرِ ایمانی کو ڈھادینے کے لئے تیار تھے، طاغوتی ظلمتیں نور خداوندی کو نگلنے کے لئے کوشاں تھیں، نہ امراض کی کوئی گنتی تھی، نہ فتنوں کا کوئی شمار تھا کہ پردۂ غیب سے ایک بندۂ خدا مجدد بن کر ابھرا، جس نے شیطانی طاقتوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکا، فتنوں کا سد باب کیا، اپنے علم وفضل اور جودوسخا کے بادل سے عرب وعجم کو سیراب کیا اور اپنے وجود کی نورانی کرنوں سے ہر طرف اجالا کردیا۔ اور کفر کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی امت کو اپنے

نور ایمانی سے بچالیا آپ کی محنتوں اور کاوشوں کا نتیجہ آج پورے ہندوستان میں ظاہر ہے۔ ایسے ہی بزرگوں کی قربانیوں کا نتیجہ اور ثمرہ ہے کہ آج الحمد للہ ہندوستان میں دین اسلام صحیح شکل میں زندہ و پائندہ ہے اور ہندوستان کے چپہ چپہ میں مدارس ومکاتب اسلام کی خدمات انجام دے رہے ہیں اور دین کی خدمت انجام دینے والے علماء وحفاظ مفتیان دین اور حاملان شرع متین کا ایک جم غفیر موجود ہے۔ جومجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بےلوث خدمات کا ثمرہ ہے جن کی سیرت سننے کی آج آپ سعادت حاصل کررہے ہیں۔

ولادت باسعادت: ایک ولی کی آمد

آپ کا نام احمد، لقب بدرالدین، کنیت ابوالبرکات، امام ربانی مجدد الف ثانی مشہور خطاب ہے۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک انعام خداوندی تھے جن کا ظہور ۱۴؍شوال ۹۷۱ھ بمطابق ۲۲؍جون ۱۵۶۴ء بروز جمعہ بوقت سحر، سرزمین پنجاب کے قصبہ سرہند میں ہوا۔ آنے والے کے فضل وکمال کی بشارت ایک سچے خواب کے ذریعہ دے دی گئی، شیخ بدرالاحد (والد شیخ سرہندی) نے ایک شب خواب دیکھا.... ’’تمام جہانوں میں تاریکی پھیلی ہوئی ہے۔ خنزیر، بندر، ریچھ لوگوں کو ہلاک کررہے ہیں، یکا یک سینہ سے ایک نور نکلتا ہے، جس میں ایک تخت نمودار ہوتا ہے، تخت پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے، اس کے سامنے تمام ظالم، بے دین اور ملحد بھیڑ بکری کی طرح ذبح کیے جارہے ہیں اور کوئی شخص بلند آواز سے کہہ رہا ہے..... ’’جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا‘‘ وقت کے شیخ کامل شاہ کمال صاحب کیتھلی نے تعبیر دی کہ تمہارے ایک لڑکا ہوگا جس سے الحاد وبدعت کی ظلمت دور ہوگی۔ ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات اللہ تعالیٰ کوجس سے اپنے دین کا کام لینا ہوتا ہے

تو ابتداء ہی سے اسکی پیشانی پر سربلندی کا ستارہ چمکتا ہے اور اسکے آثار نمودار ہونے شروع ہوجاتے ہیں، اس زمانے کے حکماء ودانشوران اس نور کو اپنے فراست ایمانی سے بآسانی پہچان لیتے ہیں۔ کچھ ایسا ہی حال تھا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا۔

طالب علمی کا زمانہ

ابتداء آپ نے قرآن پاک حفظ کیا، پھر چند درسی کتابیں اپنے والد سے پڑھیں۔ درسیات کی انتہائی کتابیں، کتب احادیث وتصوف شیخ یعقوب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر میں امام واجدی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر بسیط، قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیضاوی شریف، اسباب النزول، الغایۃ القصویٰ۔ حدیث میں صحیح بخاری، شمائل ترمذی، الادب المفرد، مشکوۃ شریف، ثلاثیات، وغیرہ قاضی بہلول بدخشانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے اور معقولات کی کتابیں کمال الدین کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔

اس طرح کے علوم ظاہر چھوٹی اور بڑی کتابیں اپنے زمانے کے متبحر علماء سے پڑھیں اور مہارت تامہ حاصل کی اور صرف انہیں علوم پر اکتفانہ کیا بلکہ سلوک وطریقت کے لئے بڑی کوششیں کیں اور مختلف مقامات کا سفر کیا۔

سلوک وطریقت

سب سے پہلے آپ نے طریقۂ چشتیہ میں ریاضات شروع کیں، اس سلسلۂ سلوک میں آپ کی رہنمائی آپ کے والد محترم نے فرمائی، ان ہی سے بیعت ہوکر تمام مراحل طے فرمائے۔ پھر طریقۂ قادریہ میں داخل ہوئے۔ والد بزرگوار یہاں بھی رہنما ثابت ہوئے مگر خلافت حضرت شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ پیرۂ شاہ کمال صاحب کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی، پھر اس وقت کے مشہور ولی مولانا یعقوب صاحب

صرفی سے سلسلۂ کبرویہ کی تحصیل فرمائی۔ ۱۰۰۷ھ میں والد کی وفات کے بعد مجدد
صاحب رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے نکلے، دہلی سے گذر ہوا تو اپنے پرانے ساتھی ملا حسن کشمیری
کے واسطے سے خواجہ باقی باللہ نقشبندی احراری رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق خاطر ہوا۔ خواجہ رحمۃ اللہ علیہ
کے ارشاد کے مطابق آپ نے دہلی میں ڈھائی ماہ قیام فرمایا اور بھرپور استفادہ کیا۔
اس مدت کے علاوہ آپ دوبارہ مزید خواجہ کے آستانے پر حاضر ہوئے۔

حضرت خواجہ کو شیخ اور مربی کا درجہ حاصل تھا مگر وہ مجدد کے فضل وکمال اور مرتبۂ
عالی کا خوب اعتراف فرماتے، ایک مقولہ اس سلسلے میں اکثر کتابوں میں درج ہے،
فرمایا کہ.... ’’شیخ احمد وہ آفتاب ہیں جس کی روشنی میں ہم جیسے ہزاروں ستارے گم
ہیں، اس وقت ان جیسا اس آسمان کے نیچے کوئی نہیں‘‘۔

سبحان اللہ کیا مقام تھا شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا کہ ان کے استاد اور شیخ ہی ان الفاظ میں
ان کی تعریف فرما رہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو مقام ومرتبہ ان کو عطا کیا تھا
آج بھی پورا ہندوستان اس سے سیراب ہو رہا ہے۔ اور ہندوستان ایسے ہی بزرگوں
کی برکتوں سے منوّر رہا ہے۔

اتباع سنت اور بدعات سے نفرت

شیخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اتباع سنت کا والہانہ شغف رکھتے تھے، آپ کی ہر ادا اور عمل سے
سنت کا رنگ جھلکتا تھا، سفر وحضر، رفتار وگفتار، میں، نشست وبرخواست میں، لباس اور
وضع قطع میں غرض کہ زندگی کے ہر فعل وعمل میں سنت نبوی کی کامل اتباع فرماتے۔ جو
دعائیں خاص خاص اوقات کیلئے احادیث میں وارد ہوئی ہیں ان کا خاص اہتمام
فرماتے۔ ایک بار ارشاد فرمایا کہ ’’میں تو منہ دھوتے وقت بھی یہ خیال رکھتا ہوں کہ پہلے
داہنے رخسار پر پانی پڑے کیونکہ تیامن، یعنی داہنی جانب کو مقدم رکھنا مسنون ہے۔

اور حدیث شریف میں آتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ اللہ طاق ہے
طاق کو پسند کرتا ہے ایک اپنے خادم کو فرمایا کہ لونگ لے کر آؤ وہ چار یا چھ عدد یعنی
جفت عدد لے کر آ گیا تو فرمایا کہ اتنے دنوں سے میرے پاس رہتے ہو اور اب تک
یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کونسا عدد اللہ تعالیٰ کو پسند ہے یعنی طاق عدد لانا چاہئے۔ غرض ہر ہر
چیز میں سنت کی اتباع کو لازم اور ضروری سمجھتے تھے اسی لئے تو رسول اکرم ﷺ کی
اکثر وبیشتر خواب میں زیارت کیا کرتے تھے۔

آپ بدعات کے سخت مخالف تھے اور ان سے طبعی نفرت رکھتے تھے، بدعاتِ
حسنہ کو بھی دین کے لئے مضر سمجھتے تھے۔ ایک ملفوظ میں آپ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ
دین کی تکمیل کے بعد دین میں نئے امور کا پیدا کرنا صریح گمراہی ہے، آپ نے
فرمایا ’’تعجب کی بات ہے کہ بعض لوگ ان محدثات وبدعات کو امور مستحسنہ سمجھتے ہیں،
اور ان کو بجالانے کی ترغیبیں دیتے ہیں، ان خرافات سے دین کی تکمیل اور ملت کی
تتمیم ڈھونڈتے ہیں، حالانکہ دین تو ان محدثات سے پہلے ہی کامل اور نعمت تام
ہو چکی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ
وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا‘‘ پس ان محدثات سے
دین کی تکمیل طلب کرنا حقیقت میں اس آیت کریمہ کے مفہوم سے انکار کرنا ہے۔

دین کامل ومکمل ہو چکا ہے اس میں کمی بیشی کی بالکل حاجت نہیں جتنا
کچھ کرنا تھا شریعت نے اس کو کر دیا اگر کوئی شخص نیک کام سمجھ کر ایسا کام
کر رہا ہے جو دین میں نہیں ہے تو ظاہری طور پر تو اچھا معلوم ہو رہا ہے مگر
وہ گمراہی کا ذریعہ اور سبب ہوگا اصل دین قرآن وسنت پر عمل کرنا ہے۔
انسان کی نجات اور فلاح وبہبود کے لئے جتنی چیزوں کی ضرورت تھی
اسلام نے اس کو بیان کر دیا الغرض مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرک

وبدعات کا قلع قمع کیا اور جیتے جی خلاف سنت کاموں سے لوگوں کو باز رکھنے کی مکمل کوشش کی۔

وصال حق

وصال کے وقت قبلہ رخ بائیں کروٹ پر اپنا ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹ گئے اور ذکر میں مشغول ہو گئے۔ ذکر کرتے کرتے یک دم جسم اور روح کا رشتہ منقطع ہو گیا اور آپ کی روح ''اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً'' کا منظر پیش کرتی ہوئی رب حقیقی کی جانب پرواز کر گئی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع وپیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

کامیابی کیلئے مساعی جمیلہ ضروری

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْراً اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْراً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترم خواتین صدر معلمات عزیزہ طالبات! آج میری تقریر کا موضوع ہے۔ ''پہلی تنگی وسختی بعد میں خوشحالی وراحت'' اسی عنوان سے متعلق کچھ باتیں آپ کے گوش گذار کرنی ہیں۔ انسان کی زندگی میں بڑے بڑے موڑ آتے ہیں ہر وقت حالات یکساں نہیں ہوتے مختلف الانواع حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسی کا نام ہے زندگی، کوئی کتنا ہی بڑا مالدار اور رئیس کیوں نہ ہو اس کی زندگی بھی ہر وقت ایک ہی ڈگر پر نہیں رہتی۔ رنج وغم، خوشی ومسرت ہر ایک آدمی کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ نہ تو ہر وقت خوشی ہوتی ہے نہ ہی ہر وقت غمی۔

ہر تنگی کے ساتھ آسانی

ہمیشہ یاد رکھئے اللہ تعالیٰ کا اصول ہے، تنگی پہلے، خوشحالی بعد میں اور جو خوشحالی پہلے چاہتا ہے تو تنگی بعد میں آئے گی، جو چاہے فیصلہ کرلیں، اس لئے بچے جب محنت کرتے ہیں شروع میں تو ان کو کتنی مشقت ہوتی ہے، ہر وقت پڑھ رہے ہیں، نہ ٹہل سکتے ہیں نہ گھوم سکتے ہیں، تو وہ ترقی کر جاتے ہیں، جو ایسا نہیں کرتے ہیں، بلکہ یار بازی کرنا شروع کر دیتے ہیں، سیر وتفریح شروع کر دیتے ہیں، اس وقت تو مزہ آتا ہے کہ کھا رہے ہیں، گھوم رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ استاد کو بیوقوف بنا دیا اور گھر والوں کو چکر میں ڈال دیا، لیکن بس پانچ چھ سال اور اسکے بعد پھر پوری زندگی پریشان (اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا) عسر کے بعد یسر ہے۔

رشتے داروں کا ہم خیال رکھیں مگر اللہ کے لئے، معاملہ ہر جگہ نیت کا ہے، نیت نہ پھسلے، نیت عجیب چیز ہے، یہ پارے کی طرح پھسلتی ہے، اس کو اگر آپ نے تھرما میٹر میں رکھ دیا پارا ایسا رک جائے گا کہ پھر بتا دے گا کہ کتنا بخار ہے، لیکن اگر آپ نے اس کو باہر نکال دیا تو پھر لینا مشکل ہے، آپ خود غور کر لیجئے آدمی کتنا بدلتا رہتا ہے، نیت کا تعلق دل سے ہے، دل بدلتا ہے، ادھر ادھر بھاگتا ہے، تو اس کے نتیجے میں نیت بھی بھاگتی ہے، تو ظاہر ہے جب نیت آپ کی بھاگتی رہے گی تو کام کیسے ہوگا۔ نیت پختہ ہونی چاہئے جو طے کرلیا سو کرلیا اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہو، ظاہر ہے اس کا کام کہیں رکنے والا نہیں اور اس کی ترقی پر پابندی لگانے والا کوئی پیدا نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ اس کو اقبال مندی عطا فرماتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بنے گا اور ساری دنیا کا محبوب بنے گا، وہ محبت اصلی ہوگی، لیکن یہ جو شہرت والی محبت ہوتی ہے یہ اصلی نہیں ہوتی، بعض لوگوں کی شہرت ایک دم سے ہوتی ہے، جس کی شہرت جلدی

ہوتا ہے تو وہ غائب بھی جلدی ہوتی ہے، لیکن جس کی شہرت دھیرے دھیرے بڑھتی ہے وہ بڑھتی چلی جاتی ہے، مگر اس راستے پر ہمیں اپنے آپ کو لگانا پڑے گا۔

جب اپنے آپ کو اس راستہ پر لگائیں گے تو ترقی کرتے چلے جائیں گے اور کوئی چیز روک نہیں سکتی۔

محنت و جفاکشی کامیابی کی کنجی ہے

انسان کو کبھی محنت سے جی نہیں چرانا چاہئے، ہر وقت آگے بڑھنے کی اور ترقی کرنے کی فکر میں لگے رہنا چاہئے، اور جو بھی مصائب ومشکلات زندگی میں درپیش ہوں اس کا مقابلہ کرے۔ شیطان کے بہکاوے اور دھوکے میں نہ پڑے ایک غیر مسلم جس کا مطمح نظر صرف دنیا کمانا اور دنیا حاصل کرنا ہے اپنے بچے کو ڈاکٹری کی تعلیم دلانا ہے تو ابتدا ہی سے بچے کے ذہن میں یہ بات بٹھاتا ہے کہ بیٹے تم کو ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کر کے ایک بڑا ڈاکٹر بننا ہے اس کے لئے خود بھی کوشش کرتا ہے اور بچے سے خوب محنت کراتا ہے اور ہمت نہیں ہارتا نتیجہ یہ کہ آگے چل کر یہ بچہ ڈاکٹر بنتا ہے اور باپ کی مراد پوری ہوجاتی ہے مگر ہم مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ مدرسہ میں گھر والوں نے داخل کر دیا یہاں آکر پڑ گئے اور وقت گذار رہے ہیں مستقبل کے لئے کوئی سوچ نہیں ہوتی کہ ہم کو کیا بننا ہے اور کس طرح سے محنت کرنی ہے اسی لئے دینی تعلیم میں بھی ہم پیچھے ہیں اور دنیوی تعلیم میں بھی۔ جو قوم جفاکش ہوتی ہے محنت ومشقت برداشت کرتی ہے وہی قوم ترقی کرتی ہے۔ دنیوی ترقی کے لئے کسی مذہب کی شرط نہیں ہے اقبال مرحوم نے کتنی اچھی بات کہی ہے:

بے معجزہ دنیا میں ابھرتی نہیں قومیں
جو ضرب کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا ہے

آج دنیا میں سب سے کاہل اور سست ہم ہی ہیں اس لئے ہر میدان میں پیچھے ہیں اور ہر چیز میں دوسروں کے دست نگر ہیں اور چاہتے ہیں کہ بلا محنت کے ہر چیز حاصل ہو جائے پہلے محنت اور مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے تب کامیابی مل سکتی ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ محنت کریں تاکہ ترقی ہمارے قدم چومے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان کا کھویا ہوا ماضی کا مقام عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

زکوٰۃ کے ضروری مسائل

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . "اِتَّقُوْا النَّارَ وَلَوْبِشُقِّ ثَمَرَةٍ" اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

مشفق ومہربان معلمات،عزیزہ طالبات! اسلام نے فقراء ومساکین کا حد درجہ خیال کیا ہے، صاحب ثروت لوگوں کو اس بات کا مکلّف بنایا کہ غریبوں محتاجوں، بیواؤں، یتیموں کا اپنے مال سے پورا پورا حصہ نکال کر اللہ کا حق ادا کرو اور قرآن وحدیث میں کثرت سے اس کا ذکر فرمایا جس کو شریعت کی اصطلاح میں زکوٰۃ کہتے ہیں۔ جو ہر صاحب نصاب پر واجب اور ضروری قرار دی گئی،اسلام کے

بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے زکوٰۃ۔ جس کی ادائیگی پر بڑی فضیلتیں اور نہ ادا کرنے پر بڑی وعیدیں وارد ہوتی ہیں۔ اور اسلامی تاریخ میں بعض ایسے لوگوں کے نام بھی آتے ہیں جنہوں نے زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد ادا نہیں کی تو ان کا مکمل طور سے بائیکاٹ کردیا اور پھر زندگی بھر اس کی زکوٰۃ ہزار منت وسماجت کے باوجود قبول نہیں فرمائی، خلیفۂ اولی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لَاُ قَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ میں ان لوگوں سے ضرور جہاد کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرتے ہیں یعنی نماز کو فرض سمجھ کر ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کرتے ہیں، زکوٰۃ کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ زکوٰۃ غریبوں، محتاجوں پر فرض نہیں اور ہر مال پر فرض نہیں قرار دی گئی بلکہ بعض مخصوص مال پر فرض قرار دی گئی ہے اس کی تھوڑی تفصیل سماعت فرمائیں۔

جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے

(۱) چوپائے، پالتو جانور (اونٹ، گائے، بھینس، بکری وغیرہ)

(۲) سونا چاندی/ان کے بجائے چلنے والے سکے

(۳) سامانِ تجارت (۴) کان سے نکلی ہوئی چیزیں اور دفینے

(۵) زرعی پیداوار اور پھل

اگر زمین وجائداد ہے خواہ کتنی زیادہ کیوں نہ ہو لیکن اس کی تجارت اور بیوپار نہیں کررہا ہے تو اس کی زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔ ایسے ہی گھریلو استعمال کی چیزیں خواہ وہ کتنی ہی قیمتی کیوں نہ ہوں اس کی بھی زکوٰۃ نہ دی جائے گی۔ مثال کے طور پر کسی کے ہاتھ میں ایک لاکھ کی گھڑی ہے یا ایک کروڑ کی گاڑی ہے جو اپنی ضرورت کے لئے استعمال کرتا ہے۔

چوپاؤں کی زکوٰۃ

چوپاؤں پر زکوٰۃ عائد ہونے کی دو شرطیں ہیں۔

(۱) وہ سائمہ ہو یعنی سال کا زیادہ تر حصہ میدان یا جنگل میں گھاس اور پتے چرتے ہوں اور ان کو چارہ کبھی کبھی دیا جاتا ہو۔

(۲) ان سے باربرداری، سواری، کھیتی باڑی کا کام نہ لیا جاتا ہو، جیسے گھوڑے، خچر اور بیل۔

اگر ان سے کھیتی باڑی کا بھی کام لیا جائے تو وہ ضرورت میں داخل ہوجائیں گے اور ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اسی طرح آج کل جن جانوروں کو گھر میں رکھ کر چارے کا انتظام کرتے ہیں ان پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہے جو حضرات جانور پالتے ہیں ان کو اس سلسلہ میں علماء کرام سے رجوع کرلینا چاہئے۔ اور مسائل معلوم کرکے شریعت کے موافق زکوٰۃ ادا کرنا چاہئے۔

اونٹ کی زکوٰۃ

تعداد جس پر زکوٰۃ ہے	شرح زکوٰۃ	تعداد جس پر زکوٰۃ ہے	شرح زکوٰۃ
کم سے کم ۱ سے ۴ تک	کچھ نہیں	۵ سے ۹ تک	ایک بکری یا اس کی قیمت
۱۰ سے ۱۴ تک	دو بکریاں یا دو بکرے	۱۵ سے ۱۹ تک	تین بکرے
۲۰ سے ۲۴ تک	چار بکرے	۲۵ سے ۳۵ تک	اونٹ یکسالہ بچہ یا اس کی قیمت
۳۶ سے ۴۵ تک	اونٹ کا دوسالہ بچہ یا اس کی قیمت	۴۶ سے ۶۰ تک	اونٹ کا ۳ سالہ بچہ/اس کی قیمت

۶۱ سے ۷۵ تک	اونٹ کا چار سالہ بچہ یا اس کی قیمت	۷۶ سے ۹۰ تک	اونٹ کے ۲ سال کے ۲ بچے
۹۱ سے ۱۲۰ تک	تین تین سال کے دو بچے یا اس کی قیمت	جب اونٹ ۱۲۰ سے زیادہ ہوجائیں تو ہر چالیس اونٹوں پر دو سال کی ایک اونٹنی اور ہر پچاس اونٹوں پر تین سال کی ایک اونٹنی	

ہمارے ہندوستان میں اونٹ پالنے کا زیادہ رواج نہیں ممکن ہے کسی علاقہ میں راجستھان وغیرہ میں مگر عموماً اونٹ کا رواج نہیں ہے۔ اکثر وبیشتر دیگر علاقوں میں لوگوں کو اونٹ دیکھنے کو بھی نہیں ملتا لیکن عرب کے اندر اس کا خاص رواج ہے۔ لوگ آج بھی بڑے شوق سے اونٹوں کو پالتے ہیں اور ایک زمانہ میں تو بکثرت لوگ اسی سے سفر کیا کرتے تھے گھنٹے دو گھنٹے کا ایک دو دن کا سفر نہیں بلکہ مہینوں کا سفر اسی اونٹ سے کیا کرتے تھے اور اونٹ کو ریگستانی جہاز کہا جاتا ہے۔ اونٹ کا کھر اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے جو ریتیلی زمین میں دھنستا نہیں بآسانی وہ ریت پر اپنی تیز رفتاری کے ساتھ چلتا رہتا ہے۔ البتہ سڑکوں پر اونٹوں کے لئے چلنا مشکل ہوتا ہے۔ اونٹ کے مسائل بھی بڑے اہم ہیں اس لئے عرض کردیئے گئے۔

گائے بھینس کی زکوٰۃ

گائے بھینس کی زکوٰۃ کا نصاب	تعداد	شرحِ زکوٰۃ
(تیس سے کم پر زکوٰۃ نہیں)	۱ سے ۲۹ تک	کچھ نہیں
	۳۰ ہوں تو	ایک سال کا بچہ یا اس کی قیمت
	۴۰ ہوں تو	دوسالہ بچہ
۶۰ ہوں تو ایک ایک سال کے دو بچے	۷۰ ہوں تو	دو سال کا ایک بچہ اور ایک سالہ ایک بچہ

۸۰ ہوں تو دو سالہ بچے	۹۰ ہوں تو	ایک ایک سال کے تین بچے
۱۰۰ ہوں تو دو سال کا ایک اور ایک سال کے دو بچے	۱۰۰ سے زائد پر	ہر ۳۰ پر ایک سالہ کا ایک بچہ

اور ہر ۴۰ پر دو سالہ بچہ زکوٰۃ میں نکالا جائے۔

عموماً لوگ گائے، بھینس اتنی تعداد میں نہیں رکھتے کہ جس پر زکوٰۃ فرض ہو اور اگر رکھتے بھی ہیں تو وہ جانور کو چارہ بھی دیتے ہیں سال کا اکثر حصہ وہ چرنے پر اکتفاء نہیں کرتے، بہرحال جو لوگ تعداد نصاب تیس یا اس سے زائد گائے، بیل، بھینس پالتے ہوں اور اس میں دو شرطیں پائی جائیں یعنی سال کا اکثر حصہ وہ چرنے پر اکتفاء کرتے ہوں اور ان سے کھیتی باڑی یا بار برداری کا کام نہ لیا جاتا ہو تو زکوٰۃ ادا کرنی پڑے گی۔ البتہ اس زمانہ میں بھی لوگ جانوروں کو بکثرت پالتے ہیں اور اس کی تجارت کرتے ہیں اور بہت سے لوگ پالتے تو نہیں ہیں لیکن اس کی تجارت کرتے ہیں تو یہ تجارت کے اموال میں سے شمار ہوگا پھر اس کے لئے تعداد نہیں دیکھی جائے گی بلکہ جانوروں کی قیمت نصاب کے برابر یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کی قیمت کے برابر پہونچ جائے تو اس کی زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے اس سلسلہ میں لوگ بڑی غفلت کرتے ہیں۔

بکری کی زکوٰۃ کا نصاب

تعداد	شرحِ زکوٰۃ	تعداد	شرحِ زکوٰۃ
۱ تا ۳۹	کچھ نہیں	۴۰ تا ۱۲۰	ایک بکری
۱۲۱ تا ۲۰۰	دو بکریاں	۲۰۱ تا ۳۹۹	تین بکریاں
۴۰۰ پورے ہونے پر چار بکریاں		۴۰۰ سے زائد ہوں تو ہر سو پر ایک بکری	

بکریوں کا یہی معاملہ ہے کہ لوگ عموماً اتنی بڑی تعداد میں نہیں پالتے ہیں ہاں ممکن ہے کہ بعض علاقوں میں ایسا ہوتا ہو عرب میں اس کا بھی بکثرت رواج ہے لوگ ہزاروں کی تعداد میں بکریاں پالتے تھے ایک شخص ثعلبہ نامی تھا اس کے پاس بکریاں اتنی زیادہ تھیں کہ مدینہ کی سرزمین ان کے لئے تنگ پڑ گئی پھر مدینہ سے کافی دور جنگل میں جا کر بکریوں کے ساتھ رہتے تھے وہیں نماز بھی پڑھ لیا کرتے تھے، وہ لوگ بکری اونٹ چرانے کو کوئی عیب نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام نے بھی بکری چرائی ہیں۔ جو لوگ بکریاں چراتے ہیں ان کے اندر نرمی وتواضع رہتی ہے اور جو لوگ اونٹ اور گھوڑے چراتے ہیں یا پالتے ہیں ان کے اندر تکبر اور گھمنڈ ہوتا ہے۔ عرب میں جب جنگیں اور غزوات ہوا کرتے تھے۔ تو فاتح قوم کو جہاں بہت سی چیزیں غنیمت میں حاصل ہوتی تھیں وہیں مال غنیمت کے طور پر سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں بکریاں بھی ملتی تھیں۔ غزوہ حنین میں کثیر تعداد میں مسلمانوں کو بکریاں اونٹ اور دیگر چیزیں بطور غنیمت حاصل ہوئیں، بہر حال جو لوگ کثیر تعداد میں بکریاں پالیں وہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا خیال رکھیں اور جو لوگ بجائے پالنے کے بکریوں کی تجارت کریں تو تعداد نہیں دیکھی جائے گی۔ بلکہ قیمت دیکھی جائے گی اگر چند ہی بکریوں کی قیمت نصاب کے بقدر ہو جائے تو زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ یہ جانوروں کی زکوٰۃ سے متعلق چند اہم مسائل تھے جو عرض کردئے گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو صحیح معنوں میں مسلمان بن کر زندگی گذارنے اور صاحب نصاب ہوں تو زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

سچّی گواہی کی اہمیت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰی. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

خواتین اسلام ماؤں اور بہنو! اسلام ایک عدل وانصاف والا مذہب ہے ہر ایک کے ساتھ خواہ وہ کسی بھی مذہب کے ساتھ تعلق رکھتا ہو اگر اہل اسلام کا کسی مسئلہ میں حق نہیں بنتا ہے تو زبردستی اور ناحق طریقہ پر کسی مسلمان غیر کا حق دینا پسند نہیں کرتا ہے۔ بلکہ قطعا اس کی اجازت نہیں دیتا چنانچہ تاریخ میں اس کی بہت ساری شہادتیں ملتی ہیں منصف مسلم منصف جج نے بلا کسی رعایت کے شہادت

وگواہی نہ ملنے کی صورت میں اپنے امیر المومنین کے خلاف فیصلہ کردیا جب کہ امیر المومنین بھی حق پر تھے مگر گواہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو بھی قاضی کا فیصلہ بسرچشم قبول کرنا پڑا اور گواہوں کے لئے اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْفَقِيْراً فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلاَ تَتَّبِعُوْا الْهَوٰى اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْراً . (سورہ النساء:۱۳۵)

اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو، گواہی اللہ کیلئے دو، خواہ تمہارا اپنا نقصان ہو یا والدین کا یا دوسرے رشتہ داروں کا کوئی امیر ہو، یا غریب اللہ تم سے زیادہ ان کا خیرخواہ ہے تو تم دل کی بات پر نہ چلو کہ انصاف سے ہٹ جاؤ، اور اگر گھما پھرا کر کہو گے یا گواہی سے بچو گے تو اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان کو عدل وانصاف پر قائم رہنے اور سچی گواہی دینے کا مکلّف بنایا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو وقتاً فوقتاً بھیجا اس کا مقصد بھی عدل وانصاف قائم کرنا ہی تھا پوری آسمانی کتابیں عدل وانصاف کے احکامات سے بھری پڑی ہیں کہ عدل وانصاف قائم کیا جائے۔ سورۂ حدید میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں: لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ" (الحدید:۲۵) اور ہم نے اپنے رسولوں کو نشانیاں دے کر بھیجا اوران کے ساتھ کتاب اور ترازو اتاری تا کہ لوگ سیدھے رہیں انصاف پر اور ہم نے اتارا لوہا اس میں بڑا رعب ہے اور اس سے لوگوں کے کام چلتے ہیں۔ اسی عدل وانصاف کے لئے صحیح طور پر گواہی کا نظام بھی ہے جس میں کسی کی طرفداری اور

جانب داری کا پہلو نہ پایا جائے، بالکل غیر جانب دار ہوکر شہادت دی جائے اس کے بغیر عدل وانصاف کا تصور نہیں اگر گواہی بالکل حق وصداقت اور غیر جانب داری کے تصورات میں اور جج وغیرہ بالکل صحیح طور پر فیصلہ کریں تو مظلوموں کو ان کا حق پورا پورا مل سکتا ہے اور خدا کی زمین میں امن وامان قائم ہوسکتا ہے اور عدل وانصاف کی ہوائیں چل سکتی ہیں۔

جج کو انصاف پر قائم رہنے کا حکم

اسلام چونکہ انصاف پسند مذہب ہے اس لئے وہ چاہتا ہے کہ کسی حقدار کا حق ضائع نہ ہو، انصاف کا کبھی خون نہ ہو اس لئے عدل وانصاف کو معاملات کی حد تک نہ رکھ کر اس کو عبادت وبندگی کا درجہ دیا، اور رضائے الٰہی کا سبب گردانا (شُهَدَآءَ لِلّٰهِ) قرآن نے اولاً تو قاضی، حاکم، جج کو انصاف پر قائم رہنے کا حکم فرمایا، (كُوْنُوْا قَوّٰامِيْنَ بِالْقِسْطِ) ثانیاً قاضی وجج کے لئے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے اور تصفیہ برحق کرنے کا معیار ومدار اصلی اور جز واہم چونکہ گواہی ہے اسی سے حقدار کو حق مل سکتا ہے، اور قاضی کے منصف وعادل، حق پرست ہونے کے باوجود گواہوں کی غلط بیانی یا بالکل گواہی نہ دینے سے دوسرے کا حق ضائع ہوسکتا ہے، اس لئے گواہوں کو خاص طور پر تاکید کی گئی ہے کہ گواہی کسی کے (دباؤ) زور وزبردستی، کسی مالدار سے طمع ولالچ، کسی غریب کی ہمدردی، یا پارٹی یا جماعت، خاندان وبرادری کی حمایت وطرفداری کی بنیاد پر نہیں بلکہ حکم خداوندی سمجھ کر صرف اللہ کی خوشنودی ورضائے رب کیلئے (اشارہ، کنایہ، مبہم، گول مول نہیں بلکہ صاف) کھلے لفظوں میں ہونی چاہئے۔ یہ گواہی خواہ اپنے نقصان کا سبب بنے یا والدین یا کسی عزیز، قریب، رشتہ دار جماعت وپارٹی کا نقصان ہو مگر حکم خداوندی سے سرمو اعراض وانحراف مناسب نہیں۔

قرآن کریم نے تو یہاں تک فرمایا: وَلَوْ عَلٰی اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ یعنی انصاف ہی کے ساتھ گواہی دو اگر چہ تمہارے یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں کے خلاف بیان اور گواہی پڑ رہی ہے تم اس کی قطعاً فکر نہ کرو کہ اگر ہم سچی گواہی دیں گے تو ہمارے والدین یا رشتہ داروں کا نقصان ہو جائے گا۔ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰی بِهِمَا اگر وہ امیر ہے یا غریب ہے اللہ تعالیٰ کو دونوں کے ساتھ زیادہ تعلق ہے البتہ ہر ایک کے کفیل و ذمہ دار ہیں تم کسی کے فائدے اور نقصان کی خاطر غلط بیانی سے ہرگز کام نہ لو۔ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤی اَنْ تَعْدِلُوْا تم خواہش نفس کی اتباع مت کرو کہ تم حق سے ہٹ جاؤ۔ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا اور اگر تم کج بیانی کرو گے یعنی غلط بیانی کرو گے یا پہلو تہی کرو گے یعنی شہادت کو ٹالو گے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی خبر رکھتے ہیں۔

گواہ اپنی ذمہ داری نبھائے

شریعت اس کی قائل نہیں کہ فریقین عدالتی چارہ جوئی میں اپنا قیمتی وقت ضائع کریں، یا گاڑھے خون پسینہ کی کمائی کو کورٹ میں پانی کی طرح بہایا جائے، ہوشیار وعیار اور نکتہ رس وکیل کو محنتانہ دے کر اس کی لسانی، چرب زبانی، قانونی داؤ پیچ کے ذریعہ فیصلہ اپنے حق میں کرالیا جائے، یا رشوت کے سہارے فیصلہ کو خرید لیا جائے، اور کچہریاں وعدالتیں عدل وانصاف کے بجائے لوٹ وکھسوٹ کے اڈے بن جائیں، بلکہ قرآن کے مطابق بلا تفریق مذہب وملت اور بلا امتیاز امیر وغریب سب کو انصاف ملے۔ عدل وانصاف کے باب میں چونکہ گواہوں کا کردار اہم ہوتا ہے، اس لئے ان کو اپنی ذمہ داری، بخوبی نبھانی چاہیئے، تاکہ قاضی محترم اور مجسٹریٹ حق وانصاف کے ساتھ فیصلہ کر سکے، اور حقدار کو اس کا حق مل سکے۔

مفتی مظفر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت ایک ہندو کے حق میں

گواہوں کی بڑی اہمیت ہے۔ ججوں کا فیصلہ گواہوں کی بنیاد پر ہی ہوتا ہے۔ تھوڑی سی کوتاہی اور غفلت کی وجہ سے معاملہ کچھ سے کچھ ہوسکتا ہے۔ مظلوم کی جان بھی جاسکتی ہے اور ظالم کی رہائی بھی ہوسکتی ہے۔ اور بجائے عدل وانصاف کے ناانصافی اور ظلم وعدوان کا بول بالا ہوگا۔ قرآن کریم نے گواہوں کو ان کی فرض شناسی کراتے ہوئے دو جگہ تذکرہ کیا۔ ایک تو سورہ نساء میں دوسرے سورہ مائدہ میں اور دونوں کا حاصل اور مطلب ایک ہی ہے کہ کسی بھی معاملہ میں اگر گواہی دینے کی ضرورت پڑ جائے تو عدل وانصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔

حضرت مولانا مفتی مظفر حسین کاندھلوی رحمۃ اللہ کا واقعہ ہے کہ ان کے علاقہ میں ایک زمین کا تنازعہ تھا ہندو نے کہا کہ میری زمین ہے۔ مسلمان نے کہا کہ میری زمین ہے۔ ہندو نے کہہ دیا کہ اگر یہ زمین مجھے مل گئی تو مندر بنواؤں گا اور مسلمان نے کہا کہ اگر مجھے مل گئی تو مسجد بنواؤں گا۔ اس طرح وہ قومی مسئلہ بن گیا انگریزوں کا دور تھا۔ مقدمہ عدالت میں پہونچا تو انگریز جج نے کہا کہ اگر مصالحت کی کوئی شکل نکل آئے تو اچھا ہے۔ چنانچہ دونوں فریق نے مولانا مظفر حسین کی شہادت پر اتفاق کرلیا۔ مسلمان بہت خوش ہوئے کہ ہمارے ہی حق میں گواہی دیں گے بہر حال جب مولانا کے سامنے یہ بات آئی تو کہنے لگے کہ میں تو انگریز جج کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔ مولانا کو عدالت میں لایا گیا۔ پردے کے پیچھے سے گواہی دی کہ درحقیقت یہ زمین ہندو کی ہے۔ نہ کہ مسلمان کی۔ انگریز جج نے کہا کہ مسلمان تو ہار گئے مگر اسلام جیت گیا۔ سچی گواہی کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سے ہندو مسلمان ہو گئے اور اس زمین پر مسجد تعمیر ہوئی۔

گواہی سے متعلق ضروری مسائل

اگر کسی حقدار کا حق کسی کی گواہی نہ دینے کی وجہ سے ضائع ہو رہا ہو اور صاحب معاملہ گواہی دینے کی درخواست بھی کرے تو گواہی سے انکار حرام ہے۔(ولا یاب الشہداء اذا ما دعوا)

اگر صاحب معاملہ کو معلوم نہ ہو کہ یہ میرا گواہ ہے تو از خود بھی بتا دینا واجب ہے کہ میں اس واقعہ کا گواہ ہوں۔(ولا تکتموا الشھادۃ)۔۔۔گواہی دینا واجب ہے اور جس طرح دیگر فرائض و واجبات کی ادائیگی ضروری ہے اسی طرح گواہی کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ یہ نہ خیال کرے کہ میں خواہ مخواہ اس میں کیوں ملوث ہوں۔ گواہ کی آمد و رفت اور خوراک بقدر ضرورت خرچ، صاحب معاملہ کے ذمہ ہے۔

دراصل گواہ کا اپنا ذاتی کوئی فائدہ تو ہوتا نہیں اس لئے اس کا پورا خرچہ صاحب معاملہ پر ہی رکھا گیا ہے گواہ کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اگر میری شہادت کی وجہ سے کسی کو فائدہ پہونچے تو ضرور گواہی دے۔ لیکن سچی گواہی سے کبھی انحراف نہ کرے دنیا میں بھی رسوائی ہوگی لوگ اس کو گالی دیتے پھریں گے اور آخرت میں بھی سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ گواہی کا مسئلہ بڑا اہم ہوتا ہے۔ عدالت جو بھی کارروائی کرے گی۔ وہ شہادت ہی کی بنیاد پر کرے گی، اگر گواہوں نے سچی گواہی دی ہے تو فیصلہ صحیح ہوگا اور صاحب حق کو اس کا حق مل کر رہے گا اور اگر گواہ نے جھوٹی گواہی دی تو عدالت کا فیصلہ اسی کے مطابق ہوگا اور صاحب حق کا حق مارا جائے گا بلکہ بعض دفعہ تو جھوٹی گواہی کی وجہ سے لوگوں کی جانیں بھی ضائع ہو جاتی ہیں۔ اسلئے اللہ و رسول کا خوف رکھ کر سچے دل سے گواہی دیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر و ثواب بھی ملے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کے احکام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین!   وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

والدین کے ساتھ بدسلوکی کا انجام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ. اَمَّا بَعْدُ. فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ”رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَوْ اَحَدُهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ“ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامَ.

مشفق و مہربان معلمات، صدر جلسہ، مہمانان باوقار، معزز خواتین، پیاری بہنو!

قرآن و حدیث میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا تاکیدی حکم اور ان کی نافرمانی پر سخت وعیدیں سنائی گئی ہیں اور والدین کی اطاعت و فرمانبرداری بڑے اجر و ثواب کی چیز ہے اور آدمی جنت میں داخل ہونے کا مستحق ہوسکتا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کا عام اسلوب یہ ہے کہ وہ جہاں انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت کی دعوت دیتا ہے تو ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک اوران کی خدمت واطاعت کے احکام بھی بتاتا ہے، قرآن کریم کی بہت سی آیات مختلف سورتوں میں اس پر شاہد ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ کی عبادت کے بعد والدین کی اطاعت سب سے اہم ہے اور اللہ تعالیٰ کے شکر کی طرح والدین کا شکرگذار رہنا بھی واجب ہے، بخاری شریف کی ایک حدیث بھی اس کی شہادت دیتی ہے، جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کونسا ہے؟ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ''نماز اپنے وقت (مستحب) میں پڑھنا''، اس نے پھر دریافت کیا کہ اس کے بعد کونسا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا ''والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا''۔ (صحیح بخاری: ۱/۶۷)

والدین کی فرمانبرداری اورنافرمانی کا نتیجہ

ایک صحابی ہیں حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ وہ اپنے والد جاہمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جہاد کرنے کی اجازت طلب کی حضور ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا تمہاری ماں زندہ ہیں انہوں نے کہا، ہاں زندہ ہیں۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ انہیں کی خدمت میں لگے رہو کہ جنت انکے قدموں کے نیچے ہے۔ غرض والدین کے بڑے حقوق شریعت نے بیان کئے ہیں۔

جہاں والدین کا حق اتنا اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کے بعد سب سے مقدم ان کی فرماں برداری اوران کے ساتھ حسن سلوک ہے وہیں ان کی نافرمانی اوران کے ساتھ بدسلوکی اللہ بزرگ وبرتر کی لعنت کا سبب ہے، اور جہاں

والدین کی خدمت دنیا وآخرت میں سرخ روئی کا سبب ہے وہیں ان کی حق تلفی دونوں جہاں میں تباہی کا باعث ہے جو لوگ اپنے والدین کے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں ان کو دنیا ہی میں سزا ملتی ہے اور بری موت مرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

كُلُّ الذُّنُوبِ يُؤَخِّرُ اللّٰهُ مَاشَاءَ مِنْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِلَّا حُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّ اللّٰهَ يُعَجِّلُهُ لِصَاحِبِهٖ فِي الْحَيَاةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ. (مستدرک علی الصحیحین: ۴/۱۷۳)

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو سب گناہوں کی سزا قیامت تک مؤخر کر دیتے ہیں لیکن والدین کی حق تلفی اور نافرمانی کی سزا مرنے سے پہلے زندگی ہی میں دیدیتے ہیں۔ اس سے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کی اہمیت اورنافرمانی کی سخت وعید کا پتہ چلتا کہ ہر گناہ کی سزاء مرنے کے بعد ملے گی۔ مگر والدین کی نافرمانی اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں اس کو سزا دیدیتے ہیں تا کہ دوسروں کے لئے عبرت ونصیحت ہو۔

عبرتناک قصے

ڈاکٹر نور احمد صاحب ''پروفیسر آف میڈیسنز نشتر میڈیکل کالج ملتان'' لکھتے ہیں: میرے وارڈ میں ایک نوجوان جو گردہ فیل ہوجانے کی وجہ سے مرا، تین دن تک حالت نزع میں رہا، اتنی بری موت مرا کہ آج تک ایسی موت میں نے پچھلے چالیس سال کے عرصہ میں نہیں دیکھی، اس کا منہ نیلا ہوجاتا تھا، آنکھیں نکل آتی تھیں اور منہ سے دردناک آوازیں نکلتی تھیں جیسے کوئی اس کا گلا دبا رہا ہو، مرنے سے ایک دن قبل یہ کیفیت زیادہ ہوگئی، آواز اور زیادہ تیز ہوگئی، وارڈ سے دوسرے مریض بھاگنے شروع ہوگئے، چنانچہ اس کو وارڈ سے دور ایک کمرہ میں منتقل کر دیا گیا تا کہ آواز کم

ہو جائے مگر پھر بھی یہ حالت برقرار رہی اس کے والد نے مجھ سے کہا کہ اس کو زہر کا ٹیکہ لگا دیں تا کہ مر جائے، ہم سے یہ حالت دیکھی نہیں جاتی، میں نے اس کے والد سے پوچھا کہ اس نے کیا کوئی خاص غلطی کی ہے؟ وہ فوراً بول اٹھا کہ یہ شخص اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے ماں کو مارا کرتا تھا اور میں اس کو بہت روکا کرتا تھا، یہ بری موت اسی کا نتیجہ ہے۔

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ ایک اعلیٰ درجہ کے صحابی ہیں ان کی جانکنی کا وقت آیا تو روح نہیں نکل رہی تھی صحابہ کرام نے حضور ﷺ کو اطلاع کی آپ ﷺ تشریف لائے تو علقمہ رضی اللہ عنہ کی والدہ سے معلوم کیا تم اس سے راضی ہو یا نہیں؟ تو ان کی والدہ نے کہا نہیں یہ اپنی بیوی کو مجھ پر فوقیت دیتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ معاف کر دو تو انہوں نے کہا کہ میں نہیں معاف کر سکتی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ لکڑیاں جمع کرو میں علقمہ کو اس میں جلا دوں گا تو ان کی ماں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا میرے سامنے میرے بیٹے کو جلائیں گے تو میں کیسے برداشت کر سکتی ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم کی آگ اس سے بھی زیادہ سخت ہے اگر معاف نہیں کرو گی تو جہنم کی آگ میں جلے گا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں اپنے بیٹے کو معاف کرتی ہوں جب معاف کر دیا تب انکی زبان پر کلمہ جاری ہو گیا اور روح قبض ہوئی۔

ڈاکٹر صاحب دوسرا واقعہ بیان کرتے ہیں:

میرا ایک دوست اپنی بستی میں ایک رشتہ دار سے ملنے گیا وہاں ایک واقعہ ہوا تھا اس کو عرض کر رہا ہوں: اس بستی میں ایک کسان کے گھر بیوی اور ماں کے درمیان ہمیشہ جھگڑا رہتا تھا، کئی دفعہ اس کی بیوی ناراض ہو کر چلی گئی، بہت منت سماجت سے اس کو واپس لاتا، اس کی بیوی نے آخری بار یہ شرط رکھی کہ تو اپنی ماں کو ختم کر دے تو میں تمہارے گھر آؤں گی اس کسان نے آخر کار اپنی ماں کو ختم کرنے کا پروگرام بنایا۔

وہ کسان گنا کھیت سے کاٹ کر بازار میں بیچا کرتا تھا، ایک دن ماں کو کھیت میں اس بہانہ سے لے گیا کہ وہ گنّے کا گٹھر اس کے سر پر رکھوا دے گا، چنانچہ والدہ کو اپنے ساتھ کھڑا کر کے گنا کاٹنا شروع کر دیا اور ایک دم اپنی کلہاڑی سے ماں کو ختم کرنے کے ارادہ سے حملہ کیا تو زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لئے، کلہاڑی دور جا پڑی اور اس کی ماں جان بچانے کے لئے گاؤں کی طرف بھاگی، اسی دوران زمین نے آہستہ آہستہ کسان کو نگلنا شروع کر دیا کسان نے چلانا شروع کیا، بآواز بلند ماں کو پکارتا اور معافی مانگتا رہا مگر کھیت دور ہونے کی وجہ سے بہت دیر بعد اس کی آواز لوگوں تک پہنچی، جب لوگ وہاں پہنچے تو سینہ تک زمین اسے نگل چکی تھی اور اس کا سانس بھی بند ہو رہا تھا اسی حالت میں آہستہ آہستہ زمین میں دفن ہوتا گیا، لوگوں نے اس کو نکالنے کی بہت کوشش کی مگر زمین نے اس کو نہ چھوڑا اور وہیں مر گیا۔

عربی کا مقولہ ہے: اَیْنَ الْمَفَرُّ وَالْاِلٰہُ الطَّالِبُ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے جب اللہ تعالیٰ ہی تعاقب کر رہا ہے۔ ایسے واقعات کبھی کبھی اللہ تعالیٰ ہماری عبرت ونصیحت کے لئے دکھاتے رہتے ہیں۔ تا کہ ہم والدین کی نافرمانی کر کے اپنی دنیا وآخرت خراب نہ کریں والدین کا مقام و مرتبہ اتنا بڑا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا اپنی عبادت کرنے غیروں کے شریک ٹھہرانے سے منع کرنے کے ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید بھی فرمائی ہے۔

ڈاکٹر صاحب تیسرا واقعہ کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

میرے والد صاحب کے ایک دوست نے اپنی والدہ کے ساتھ جو قریب المرگ تھیں بدتمیزی کی، بیچاری والدہ اکیلی پڑی رہی اور اسی حالت میں اس کی روح پرواز کر گئی اس واقعہ کے تقریباً تیس سال بعد وہ شخص بیمار ہوا جس نے اپنی والدہ کے ساتھ بدتمیزی کی تھی۔

میرے والد بزرگوار مجھ کو علاج کے لئے لے گئے تو دیکھتا ہوں کہ انتہائی کمزوری کی حالت ہے آنکھوں سے آنسو رواں ہیں، میں نے اس کو کوئی غذا بتائی تو رونے لگا اور کہا کہ تین لڑکے ہیں، لیکن کوئی میرا پرسان حال نہیں ہے کئی دن سے بیمار پڑا ہوں لیکن کوئی ملنے تک نہیں آیا۔

چنانچہ اسی ناگفتہ بہ حالت میں رات کی تنہائی میں انتقال کرگیا، صبح کو محلّہ والوں نے دیکھا کہ اس کے جسم بے جان کو چیونٹیاں کاٹ رہی ہیں۔

(از ''والدین سے سلوک اور اس کا انعام وانجام'')

مغربی ممالک میں والدین کی ناگفتہ بہ حالت

آج کل والدین کی خدمت بھی عار تصور کی جاتی ہے اور بیوی بچوں کی جتنی خدمت کی جاتی ہے ان کا جتنا خیال کیا جاتا ہے والدین کا اتنا خیال نہیں کیا جاتا اور جب والدین بوڑھے ہوجاتے ہیں اور قوی کمزور ہوجاتے ہیں اور چڑچڑاپن پیدا ہوجاتا ہے تو ایسے وقت میں اولاد کو حکم ہے کہ نرمی سے کلام کریں اور ان کو اف بھی مت کہیں لیکن عموماً لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور ایسے وقت میں سخت کلامی سے پیش آتے ہیں۔

مغربی ممالک میں ''بوڑھے ہاؤس'' قائم کئے جاتے ہیں، جہاں صرف بوڑھوں کی رہائش کا انتظام ہوتا ہے اس میں بڈھوں کی ایسی ناگفتہ بہ ناقابل برداشت اور ناقابل بیان حالت ہوتی ہے کہ اسے دیکھنے کے بعد کئی دنوں تک آدمی کھانا نہ کھاسکے اور راتوں کی نیند اچاٹ ہوجائے، جب والدین بوڑھے ہوجاتے ہیں تو انہیں بے رحمی اور بے دردی کے ساتھ اس ''منحوس گھر'' میں داخل کردیا جاتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اپنے بوڑھے والد کو ''بوڑھے خانہ'' میں داخل کردیا، ایک زمانہ کے بعد اس کمبخت کو جس نے اپنے بوڑھے باپ کو بوڑھے ہاؤس میں داخل کیا تھا اس کا لڑکا بوڑھے خانہ میں داخل کرنے لے گیا کسی طرح یہ بڈھا اس میں جانے کیلئے تیار نہیں تھا، اندر سے ایک دوسرے بڈھے نے اس کو بلایا، بالآخر بیٹے نے بوڑھے باپ کو بے رحمی کے ساتھ اس میں ڈھکیل دیا اور رخصت ہوگیا، جب دونوں بڈھوں میں بات چیت ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ بڈھا جو اندر بلا رہا تھا اس دوسرے بڈھے کا باپ تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو عمر دراز کر کے یہ دکھادیا کہ جو سنگین اور ناقابل معافی جرم تم نے اپنے والد کے ساتھ کیا تھا آج تم اسی گھناؤنے جرم کی گھناؤنی سزا اپنے باپ کے ساتھ جھیلنے میں برابر کے شریک ہو، سچ ہے:

جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کر کے دیکھ
جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ
بہر دنیا کر رہے ہو آخرت کو کیوں تباہ
کانٹے لے کر بیچتے ہو آہ اپنا گلستان

والدین کی نافرمانی بربادی کا سبب

اس طرح کے بہت سے دل دہلا دینے والے عبرت ناک واقعات پڑھے اور سنے جاتے ہیں، جن سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ والدین کے ساتھ بدسلوکی اور بدتمیزی کی نقد سزا اللہ تعالیٰ مرنے سے پہلے دنیا میں بھی دیدیتے ہیں، اگر کوئی شخص دنیا میں اس سنگین جرم کی سزا سے دوچار نہیں ہوا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب اسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی بلکہ اس سے زیادہ سخت سزا آخرت میں ہونے والی ہے۔ اسلئے اس سزا سے بچنے کیلئے کیوں نہ زندگی میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا

برتاؤ کریں۔ اور ان کے اشاروں پر چلیں اور ان کی دعائیں لیں، ماں باپ کی دعا اولاد کے حق میں بہت جلدی قبول ہوتی ہے اور حدیث میں آتا ہے کہ رب کی رضا مندی باپ کی رضا مندی میں ہے اور رب کی ناراضگی باپ کی ناراضی میں ہے۔

شیخ اسعد محمد سعید صاغرجی لکھتے ہیں:

لَئِنْ رَأَيْنَا أَنَاسًا عَاقِّيْنَ لَمْ يُجَوَّزُوْا فِي الدُّنْيَا فَهٰذَا يَعْنِيْ أَنَّ عَذَابَهُمْ أَكْبَرُ فِي الْأٰخِرَةِ لِأَنَّ فُضُوْحَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ فُضُوْحِ الْأٰخِرَةِ لٰكِنَّ فِي الْكَثِيْرِ الْغَالِبِ تَعْجَلُ الْعُقُوْبَةِ لِلْعَاقِ فِي الدُّنْيَا لِيُعْتَبَرَ غَيْرِهِ بِهِ.

(صاغرجی، شعب الایمان:۵۴/۴)

والدین کی نافرمانی کرنے والے کچھ ایسے لوگ دکھائی دیں جن کو دنیا میں سزا نہیں ملی تو (یادرکھو) کہ آخرت میں جو عذاب ہوگا اس سے کہیں زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ لیکن والدین کی نافرمانی کرنے والے کو اکثر و بیشتر دنیا میں سزا دیدی جاتی ہے تاکہ دوسرے اس سے عبرت حاصل کریں۔

پند گیر از مصائب دگراں
تانہ گیرند دیگراں بتو پند

دوسروں کی مصیبت سے نصیحت حاصل کرو، ایسا نہ ہو کہ کل کو لوگ تمہاری حالت دیکھ کر نصیحت حاصل کرنے لگیں، دوسروں کی حالت سے نصیحت حاصل کرنا اور عبرت پکڑنا سعادت مند اور نیک بخت انسان کا شیوہ ہے۔ مشہور ہے: "اَلسَّعِيْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهٖ"، نیک بخت وہ فرد بشر ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ يَّخَافُ وَعِيْدَكَ وَيَرْجُوْ مَوْعُوْدَكَ يَا بَارِيًّا يَارَحِيْمُ. رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا. آمین ! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا" اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامَ.

معزز معلمات، عزیزہ طالبات، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِيَآءِ بَنِيْٓ اِسْرَائِيْلَ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کے مانند ہیں۔ نبی آخر الزماں حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ اس لئے جو ذمہ داریاں انبیاء علیہم السلام کو دی جاتی تھیں وہ اُمَّتِ مُحَمَّدٍ عَلٰى صَاحِبِهَا

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ کے علماء کو دی گئیں، البتہ نبی نبی ہی ہوتا ہے اس کا مقام ومرتبہ عنداللہ بہت بلند ہے اس لئے دنیا کا بڑا سے بڑا ولی اور قطب بھی اس کے درجہ کو پانہیں سکتا، اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو بڑا مقام ومرتبہ عطا کیا۔ سینکڑوں ہزاروں افراد ہیں جنہوں نے خدمت دین اور اشاعت اسلام کے لئے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے انہیں میں سے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

آپ کا مشائخ چشت کے اعلیٰ مشائخ اور اولیاء میں شمار ہوتا ہے ریاضت اور کرامت میں شہرۂ آفاق ہوئے اور ولایت کے اوصاف سے متصف تھے، صحیح النسب سادات میں سے تھے، آپ کو حضرت خواجہ عثمان سے خرقۂ خلافت ملا تھا، سلسلۂ چشتیہ کو برصغیر پاک میں امام الطریقت کی حیثیت سے رائج کیا، آپ کی تشریف آوری سے اس ملک میں اسلام کی اشاعت ہوئی یہی وجہ ہے کہ بعض مفکرین نے آپ کو سلطان الہند کے خطاب سے یاد کیا، آپ کی ولادت ۵۳۷ھ سجستان میں ہوئی مگر پرورش خراسان میں پائی، آپ کے والد سید غیاث الدین عراق میں فوت ہوئے تھے، اس وقت آپ کی عمر ۱۱ر سال کی تھی، ترکہ میں ایک وسیع باغ ملا تھا، تھوڑے دنوں میں باغ کو بیچ دیا اور اپنے شہر کو چھوڑ کر سفر پر روانہ ہوئے اور سمرقند جا پہونچے، وہاں آپ نے قرآن پاک حفظ کیا، ظاہری علوم حاصل کئے، نیشاپور کے قریب قصبہ ہارون پہونچ کر خواجہ عثمان ہارونی کی روحانی تربیت میں داخل اور مرید ہوئے، کئی سال تک آپکی خدمت میں رہے، باطنی امور کی تکمیل کے بعد خرقۂ خلافت حاصل کیا، پھر بغداد کو روانہ ہوئے، راستے میں شیخ نجم الدین کبری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی، ان سے بھی فیض حاصل کیا، پھر جیلان گئے جہاں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے ان کی مجلس میں شریک ہوئے اس روحانی اور نورانی سفر میں بزرگوں سے ملاقات کے بعد آپ کو ہندوستان کا خیال آیا۔

۱۰رمحرم ۵۶۱ھ کو خواجہ لاہور سے دہلی اور کچھ دنوں دہلی میں قیام فرما کر اجمیر میں رونق افروز ہوئے، اس زمانے میں اجمیر اور دہلی کا حکمراں چوہان خاندان کا مشہور راجہ رائے پرتھوی تھا، اس کے مقربین نے خواجہ کے قیام میں بڑی مزاحمت کی جب انہوں نے خواجہ کی عظمت وکرامت کے مقابلہ میں اپنے کو بے بس اور لاچار پایا تو ہندو جوگیوں کو خواجہ کو مغلوب کرنے کے لئے مامور کیا، نمایاں طور پر جے پال جوگی سے خواجہ کے بڑے معرکے ہوئے ہیں، لیکن حضرت اپنی روحانی قوت سے اس پر غالب رہے اور اس نے متاثر ہو کر خواجہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، حضرت نے اس کا اسلامی نام عبداللہ رکھا اور خلافت بھی مرحمت فرمائی۔

خواجہ کے اثرات جب زیادہ بڑھنے لگے تو راجہ کی طرف ان کو اجمیر سے نکال دینے کی دھمکی ملی، خواجہ صاحب نے اس دھمکی پر صرف یہ فرمایا کہ ’’پرتھوی را زندہ مسلمانان دادیم‘‘ چنانچہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی، شہاب الدین غوری نے راجہ کے خلاف ۵۸۸ھ میں جنگ کی تو پرتھوی گرفتار ہو کر مارا گیا، شہاب الدین غوری کی فتح کے بعد مسلمانوں کے سیاسی اقتدار اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض وبرکات سے ہندوستان اسلام کے نور سے منور ہو گیا اسی لئے حضرت کا لقب وارث النبی فی الہند ہے۔

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسلام کی تبلیغ بھی کرتے رہے، چنانچہ جب وہ دہلی سے اجمیر جا رہے تھے تو راستہ میں سات سو ہندوؤں کو مسلمان کیا تھا، قیام اجمیر کے زمانہ میں دو شادیاں کیں اور ۳۹ر سال اجمیر میں قیام رہا۔

اجمیر نام کیسے رکھا گیا

پرانے زمانے میں ہندوستان پر ایک راجہ حکمراں تھا جس کی سلطنت برہما سے لے کر غزنی تک پھیلی ہوئی تھی، اس راجہ کا نام آجا تھا جسے ہندی زبان میں آفتاب کہا

جاتا ہے، میر کو پہاڑ کے معنی میں لکھا جاتا ہے، اس طرح اس شہر کا نام آجامیر رکھا گیا، چنانچہ ہندی میں اس شہر کا نام آج میر یا آجامیر رکھا گیا، مگر مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ زبان میں تبدیلی آئی تو اسے اجمیر مشہور کر دیا گیا۔

ہندوستان کے صوفیاء کرام میں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ سب سے زیادہ بلند ہے، رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ان کو قطب المشائخ کے لقب کی بشارت ملی۔

بادشاہوں کا خراج عقیدت

ہر دور میں ہندوستان کے مسلمان فرمانرواؤں کو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اقدس سے غیر معمولی عقیدت رہی، سلطان شمس الدین التمس رحمۃ اللہ علیہ کو بزرگان چشت سے زبردست روحانی لگاؤ رہا وہ ہفتہ میں دوبار ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتا تھا محمود خلجی نے راجپوتوں کے خلاف جب فوج کشی کی تو خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہلے حاضری دی، اس کے بعد میدان جنگ کی طرف رخ کیا اور جب اس کو فتح حاصل ہوئی تو مزار کے قریب ایک مسجد بنوائی جو صندل خانہ کے نام سے مشہور ہے، شہنشاہِ اکبر کو حضرت شیخ سلیم چشتی سے اس لئے عقیدت پیدا ہوئی کہ وہ حضرت خواجہ کے سلسلہ سے منسلک تھے اور جب شیخ کی دعاؤں سے شہزادہ سلیم پیدا ہوا تو اکبر خوشی میں آگرہ سے اجمیر تک پیدل گیا، شاہجہاں نے بھی حضرت خواجہ کے آستانہ پر کئی بار حاضری دی، روضہ کے پاس سنگ مرمر کی مسجد اسی کی بنوائی ہوئی ہے، اس میں پانچ دروازے ہیں اس مصرع سے تعمیر مسجد کی تاریخ نکلتی ہے
''کعبۂ حاجات دنیا مسجد شاہجہاں''۔

آپ کی تعلیمات کے اثرات ہندوستان پر

قدرت کا قانون ہے کہ جب تاریکی بڑھ جاتی ہے تو رہنمائی کے لئے کوئی مصلح بھیجا جاتا ہے اس قانون کے تحت تخلیق عالم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بہت سے انبیاء اور رہنما اس دنیا میں آتے رہے بعد ازاں اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تمام عالم کے لئے رہنما بن کر تشریف لائے۔

چھٹی صدی ہجری میں جب مختلف ایشیائی ممالک صحیح راستے سے بھٹک کر گمراہی میں مبتلا ہو گئے تھے اس وقت ان ممالک میں متعدد اہل اللہ ظاہری و باطنی اصلاح کے لئے بھیجے گئے، عراق میں شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، مصر میں سید احمد بدوی، شیخ نجم الدین کبریٰ، حضرت شمس تبریزی اور بعض دیگر اولیاء نے دوسرے حصوں میں اس منشائے قدرت کو پورا کیا۔

مگر ہندوستان میں اب تک پنجاب سے آگے کسی اہل اللہ نے تبلیغ اسلام کیلئے قدم نہیں رکھا تھا، سب سے پہلے روحانی تاجدار ہند خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب سے گذر کر سرزمین راجپوتانہ کو شرف قدم بوسی عطا فرمایا اور اجمیر میں تشریف فرما کر ہندوستان کو اپنے روحانی فیوض، پر اخلاق طرز عمل، صلح کن رویہ، دلنشیں درسِ ہدایت سے تاریک ہندوستان کو نور توحید اور ضیائے معرفت سے منور فرمایا۔

آپ کے تشریف لانے کے بعد ہندوستان وہ ہندوستان نہ رہا جو آپ کے تشریف لانے سے پہلے تھا اس کی بدقسمتی خوش قسمتی سے بدل گئی، بت پرست خدا پرست بن گئے، مساجد تعمیر ہوئیں، بتکدوں میں جانے والے مسجدوں میں آنے لگے، گمراہ شریعت محمدی ﷺ کی راہ پر آ گئے، بتوں کے سامنے سر جھکانے والے خدا کے سامنے سر بسجود ہوئے۔

آپ کی تشریف آوری کے بعد تو ہم پرست ہندوستان حقیقت پرست ہو گیا، لوگ اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے لگے، نماز کی طرف راغب ہوئے، تصوف کی تعلیم جاری ہوئی، خانقاہیں تعمیر ہوئیں، فقر و درویشی کا چرچا ہوا، معرفت اور عشق حقیقی کے راستے کھل گئے، اہل دنیا اہل اللہ ہو گئے، بدمعاش نیک معاش ہو گئے، بدکار نیک کردار ہو گئے، نفس پرست حق پرست ہو گئے، نفس پرور غریب پرور ہو گئے، درویشی نصیب ہوئی، اولیاء بنے، مشائخ بنے، صوفی بنے، سالک بنے، زاہد بنے، عابد بنے، خدارسیدہ ہوئے، برگزیدہ ہوئے، اعلیٰ درجے پائے، نیک و صالح کہلائے۔

ماں کی تربیت کا اثر

ہندوستان کی سرزمین پر خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بڑے احسانات کئے ہیں، ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کو ہدایت ملی، ان کو جو یہ مقام و مرتبہ ملا ایک بڑی حد تک اس کی ماں کی تربیت اور پرورش کا دخل تھا موقع کی مناسبت سے ایک واقعہ ذکر کر دینا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ خواجہ ایک طویل سفر پر گئے، جب واپس ہوئے تو اپنی والدہ محترمہ سے اس کا تذکرہ کیا کہ اتنا لمبا سفر کیا اور الحمد للہ بہت سے لوگوں کو اللہ کی توفیق سے میرے ذریعے ہدایت ملی اور راہ راست پر آئے اور اس زمانہ کا سفر آج کی طرح سہولت اور آسائش و آرام کا نہیں تھا۔ آج کل تو معمولی آدمی بھی جہازوں میں اڑ رہا ہے اس زمانہ میں بادشاہوں کو بھی یہ سواریاں نصیب نہیں تھیں گرمی اور ٹھنڈ کی تکالیف برداشت کرنی ہی پڑتی تھی الغرض جب حضرت نے اپنی ماں سے تذکرہ کیا تو ان کی ماں نے کہا کہ بیٹے تو نے بہت نیک کام کیا، میں بھی اس میں شریک ہوں تو انہوں نے کہا، امی جان آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے مگر اس میں آپ کا کیا حصہ؟ ماں نے کہا کہ بیٹا جب تو چھوٹا تھا

اور بھوک سے روتا تھا تو میں اس وقت تک دودھ نہیں پلاتی تھی جب تک وضو کر کے دو رکعت نفل نماز نہ پڑھ لیتی تھیں۔ اللہ اکبر سچ ہے کہ ماں کی تربیت سے پورے خاندان پر نہیں بلکہ پورے ملک پر اثر پڑتا ہے۔

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ راہِ سلوک میں چار گناہ کبیرہ ہیں: (۱) قبرستان میں قہقہہ لگانا، (۲) قبرستان میں کھانا پینا، کیونکہ یہ عبرت کا مقام ہے، (۳) مردم آزاری کرنا، (۴) خدا کا نام لے کر لرزہ براندام نہ ہونا۔

ہم میں سے کتنے لوگ ایسے ہیں جو ان اعمال کو گناہ ہی نہیں سمجھتے اور قبرستان میں بیٹھ کر بھی موت کو یاد نہیں کرتے، قہقہے لگاتے ہیں۔ اور دنیا کی اناپ شناپ بکتے رہتے ہیں۔ اسی طرح دوسروں کو تکلیف پہونچانا بھی ایک عام بات ہوگئی ہے جب کہ قرآن و حدیث میں سختی سے منع کیا گیا ہے آئے دن ہم بیانات سنتے، جنت و دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں مگر رونگٹے کھڑے نہیں ہوتے بڑی عبرت کا مقام ہے اور اللہ سے ڈرنے کی چیز ہے۔ یہی خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم ہے۔

آپ کا انتقال ۶ رجب المرجب ۶۲۷ھ دوشنبہ کے دن ہوا آپ کی پیشانی پر لکھا ہوا صاف نظر آ رہا تھا کہ "هٰذَا حَبِيْبُ اللّٰهِ مَاتَ فِيْ حُبِّ اللّٰهِ" یہ اللہ کے حبیب تھے اللہ کی محبت میں فوت ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی حب فی اللہ نصیب فرمائے اور انبیائے کرام اور صلحائے عظام کے طفیل ہم سب کی مغفرت فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

پڑوسی کے حقوق وآداب

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَحۡدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَن لَّا نَبِيَّ بَعۡدَهٗ اَمَّا بَعۡدُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِا الۡجَنۡبِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ. صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ. عَنۡ عَائِشَةَ وَابۡنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمُ قَالَ مَا زَالَ جِبۡرَئِيۡلُ يُوۡصِيۡنِیۡ بِالۡجَارِ حَتّٰى لَهِنۡتُ اَنَّهٗ سَيُوۡرِثُهٗ. اَوۡ كَمَا قَالَ عَلَيۡهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامَ.

محترمہ معلمات، سامعین باوقار، عفت مآب میری ماؤ پیاری بہنو!

شریعت اسلامیہ نے انسانوں کے اوپر بہت سے حقوق لازم کئے ہیں۔ والدین کے حقوق، بیوی کے حقوق، اولاد کے حقوق، اسی طرح مزید پڑوسی کے حقوق بھی انسانوں پر ہیں خواہ پڑوسی کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔

کتب ادیان کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی گذارنے کے تعلق سے انسان کے پاس دوطرح کے نظریے ہیں: اول یہ کہ بعض لوگ سماج ومعاشرہ سے الگ تھلگ اور دنیا ومافیہا کی لذتوں سے منقطع ہوکر تنہائی کی زندگی بسر کرتے ہیں جس کو رہبانیت کا نام دیا جاتا ہے۔ اور یہ طریقۂ زندگی اسلام کی نظر میں نہایت ہی قبیح ہے۔ دوم: اس کے بالمقابل اکثریت ان لوگوں کی ہوتی ہے جو سماج ومعاشرہ میں رہ کر حقوق اللہ وحقوق العباد کی رعایت کرتے ہوئے پر کیف زندگی گزارتے ہیں، جس کو سماجی زندگی کہا جاتا ہے اور وہ اسلام کے نزدیک صرف مستحسن ہی نہیں بلکہ مطلوب بھی ہے اور جب لوگ گاؤں، محلّہ اور سماج میں مقیم ہوں تو لامحالہ ان میں سے ہر کوئی دوسرے کا پڑوسی ہوگا، خواہ وہ پڑوسی رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار، مسلم ہو یا غیر مسلم، اسلام نے سب کے لئے بحیثیت ہمسائیگی کے مختلف حقوق وآداب مرتب کئے ہیں، جن کا ایک اجمالی خاکہ سماعت فرمائیں۔

ہمسایہ اور پڑوسی عربی لفظ ''جارٌ'' کا ترجمہ ہے، اس سے مراد وہ لوگ ہیں، جو ایک دوسرے کے قریب رہتے سہتے ہوں، اور جن کا مکان ایک دوسرے سے ملا جلا ہو، جس کی حد ایک حدیث کے مطابق چالیس گھروں تک ہے، ایک دوسری حدیث کے مطابق ہمسایہ کی کل تین قسمیں بتائی گئی ہیں ایک وہ جن کا صرف ایک ہی حق ہے، دوسرے وہ جن کے دودو حق ہیں، تیسرے وہ جن کے تین تین حق ہیں۔ جس پڑوسی کا صرف ایک ہی حق ہے وہ غیر مسلم پڑوسی ہے، جس سے کسی قسم کی قرابت نہیں ہے، اور جس کے دو حق ہیں وہ مسلمان پڑوسی ہے، جس سے قرابت نہیں ہے، ایک ہمسائیگی کا حق دوسرا اسلامی حق اور جن کے تین تین حق ہیں وہ پڑوسی جو مسلمان بھی ہو اور قرابت دار بھی ہو، ایک رشتہ داری کا حق، دوسرا ہمسائیگی کا حق اور تیسرا اسلامی حق۔

پڑوسی کے حقوق وواجبات

عام طور پر پڑوسی کے حقوق میں بڑی غفلت اور کوتاہی برتی جاتی ہے، جب کہ حدیث میں بکثرت پڑوسیوں کے خیال رکھنے کی تاکید آئی ہے، نبی اکرم ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا کہ جب تم گوشت پکاؤ تو اس کا سالن بڑھا لو اور پڑوسی کا خیال رکھو، اگر تمہارا پڑوسی غریب ہے اور تم اس کو کھلانے کی وسعت نہیں رکھتے تو چھپا کر کھاؤ تاکہ اس کے بچوں کو دیکھ کر افسوس نہ ہو۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام نے جس طرح دوسرے اشخاص کے حقوق کی ادائیگی پر زور دیا ہے اسی طرح پڑوسی کے حقوق وواجبات کو بڑے ہی مؤکد انداز میں بیان کیا ہے، چنانچہ رب العالمین نے والدین، اقرباء، ایتام اور مساکین کے حقوق بیان کرنے کے فوراً بعد پڑوسی کے حقوق کی ادائے گی کا تاکیدی حکم دیا ہے اور کہا: ''قرابت دار ہمسایہ اور غیر قرابت دار ہمسایہ سب کے حقوق وآداب کی ادائے گی کرو''۔ (نساء:۳۶) اسی طرح پیارے حبیب ﷺ نے بھی پڑوسی کے حقوق کی اہمیت کو مختلف اسلوب میں بیان فرمایا ہے، جیسا کہ فرمان رسول ﷺ ہے: ''جبریل علیہ السلام ہمسایہ کے بارے میں مجھے بار بار وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اسے وارث بنادیں گے''۔ (صحیح بخاری:۶۰۱۴)۔ اور ایک دوسری حدیث میں پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک اور اس کی عزت وتکریم کو ایمان باللہ کا اہم ترین تقاضا قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کی تکریم کرے''۔ (صحیح بخاری:۶۰۱۹)

معلوم ہوا کہ کتاب وسنت میں پڑوسی کے حقوق وآداب کی بڑی اہمیت ہے اور وہ ایمان کے ساتھ مربوط ہیں، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی شخص ان کی

ادائیگی کے بغیر مومن کامل نہیں ہوسکتا، اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ پڑوسی کے حقوق کو خوب اچھی ذہن نشیں کر کے انکی ادائیگی کی ہر ممکن کوشش کرے: اور کسی بھی حال میں پڑوسی کو تکلیف نہ پہونچائے حتی کہ اپنے گھر کی دیوار اور چھت کو اتنا بلند نہ کرے کہ پڑوسی کے گھر میں دھوپ اور ہوا نہ پہونچ سکے، کیونکہ وہ اپنی غربت کی وجہ سے اپنی عمارت بلند نہ کرسکے گا جس سے اس کو تکلیف ہوگی اور تم کو گناہ ملے گا۔

پڑوسی کو تکلیف نہ دینا

پڑوسی کے حقوق میں ایک اہم حق یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے پڑوسی کو زبان وحرکت کسی بھی طریقہ سے تکلیف نہ دے، جیسا کہ فرمان رسول ﷺ ہے: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کو کسی بھی طرح کی تکلیف نہ دے''۔ (صحیح بخاری:۶۰۱۸) بلکہ اس سے بھی مؤکد انداز میں رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا: ''اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا کون یا رسول اللہ؟ فرمایا: جس کا ہمسایہ اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں''۔ (صحیح بخاری:۶۰۱۶)

پڑوسی کے ساتھ احسان

لغت کی کتابوں میں ''احسان'' کا مفہوم بہت ہی وسیع ہے، جس کے ضمن میں بہت سارے امور داخل ہیں مثلاً: جب پڑوسی مدد مانگے تو اس کی مدد کرنا، بیمار ہوجائے تو اس کی عیادت کرنا، خوشی کا موقع آئے تو اس کو مبارک بادی دینا، وہ مصیبت زدہ ہوجائے تو اس کو تسلی دینا، ضرورت مند ہو تو اس کی مالی امداد کرنا، سلام میں پہل کرنا، بات نرمی سے کرنا، اس کی اولاد کے ساتھ گفتگو میں نرم پہلو اختیار کرنا، اس کے دین ودنیا کی درستگی میں اس کی رہنمائی کرنا، اس کے مال کی حفاظت

کرنا، اس کی لغزشوں کو معاف کر دینا، اس کے عیوب کی تلاشی نہ لینا، کسی جگہ اور گذر گاہوں میں اس کی تنگی کا باعث نہ بننا، وغیرہ، یہ سب باتیں ہمسایہ کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کے ذیل میں آتی ہیں، جس کا اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ نے ان الفاظ کے ساتھ حکم دیا ہے: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے''۔ (صحیح مسلم: ۱۷۶)

گویا کامل مومن بننے کے لئے پڑوسی کے حقوق کی ادائیگی لازم اور ضروری ہے، مگر افسوس اس پر ہے کہ اسلام نے پڑوسی کے حقوق کے بارے میں جس قدر تاکید فرمائی ہے ہم اسی طرح سستی اور غفلت سے کام لیتے ہیں۔ ہدایا و تحائف کے ذریعہ پڑوسی کی عزت کرنا، گرچہ یہ نقطہ بھی احسان کے ضمن میں آسکتا ہے لیکن اس حق کو اس لئے بھی الگ سے بیان کرنا ضروری ہے کہ ہمسایہ کے پاس اچھے اچھے تحفے بھیج کر اس کی عزت و تکریم کرنے کی جانب رسول اللہ ﷺ نے بطور خاص توجہ مبذول کرائی ہے، چنانچہ فرمان ہے: ''اے مسلمان عورتو! تم اپنی ہمسائی کیلئے کوئی چیز معمولی نہ سمجھو، چاہے بکری کا کھر (پیر) ہی کیوں نہ ہو''۔ (صحیح بخاری: ۶۰۱۷) اور ایک دوسری حدیث میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا: ''اے ابوذر رضی اللہ عنہ! جب شوربہ (گوشت رمچھلی) پکاؤ تو اگر مقدار کم ہو تو پانی زیادہ ڈال دو اور ہمسایہ کا خیال رکھو''۔ (صحیح مسلم: ۶۶۸۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ میرے دو ہمسائے ہیں کس کو تحفہ میں چیز بھیجوں؟ فرمایا: ''جس کا دروازہ تیرے دروازے سے زیادہ قریب ہے''۔

پڑوسی کا دائرہ کتنا ہے؟

پڑوسی کے سلسلے میں اقوال مختلف ہیں کہ کتنے گھر کے لوگ پڑوسی ہو سکتے ہیں ایک قول حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ چالیس گھر کے لوگ پڑوسی ہیں لیکن

ظاہر ہے کہ آدمی اتنے لوگوں کا خیال تو نہیں کر سکتا ہے اس لئے جس کا دروازہ تمہارے دروازے سے قریب ہو اس کا زیادہ خیال رکھیں۔ پڑوسی کے جو حقوق و مراعات شریعت مطہرہ نے بیان کئے ہیں ان کا لحاظ کیا جائے، تو پڑوسیوں کے درمیان آئے دن رات کے جھگڑے لڑائی سے کافی حد تک نجات مل جائے گی۔ آج پڑوسیوں کے درمیان عموماً لڑائی جھگڑے بکثرت ہوتے رہتے ہیں۔

پڑوسی کا ایک حق یہ بھی ہے کہ جب اس کے دوسرے پڑوسی اپنی دیوار پر شہتیر (گاڈر) رکھنا چاہے تو اس کو نہ روکا جائے، اس کے قریب والی جگہ کو فروخت کرنا چاہے تو پہلے اپنے پڑوسی سے کہے اور اس سے مشورہ طلب کرے۔ فرمان رسول ہے: ''کوئی اپنے ہمسایہ کو اپنی دیوار پر شہتیر رکھنے سے نہ روکے''۔ (بخاری: ۲۴۶۳) اور ایک دوسری حدیث کے اندر فرمایا: ''جس کسی کی دیوار میں اس کا پڑوسی حصہ دار ہو یا کوئی اور شریک ہو تو اسے فروخت کرنے سے پہلے اس پڑوسی یا شریک پر پیش کرے''۔

ایک ہزار پڑوس ہونے کی وجہ سے

پڑوسی کا ایک حق یہ بھی ہے کہ جب وہ سفر پر جائے تو اس کے بیوی بچوں کی دیکھ ریکھ کرو اگر اس کے گھر میں لڑکیاں ہیں تو ان کی طرف ہرگز نظر اٹھا کر نہ دیکھو، اور کوئی ایسا تعلق قائم نہ کرو جس سے اس کی عزت پر بٹہ لگے کیونکہ اگر پڑوسی کے ساتھ غلط تعلق قائم کریگا تو اور بھی بڑا گناہ ہوگا۔ اور اس طرح بدامنی اور بدتہذیبی کی فضا ہموار ہوگی آج ہمارے اخلاق کی وجہ سے لوگ ہم سے متنفر ہو رہے ہیں ایک زمانہ تھا کہ لوگ مسلمانوں کا پڑوسی بننا پسند کرتے تھے۔ ایک یہودی عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا پڑوسی تھا وہ اپنا گھر دو ہزار دینار میں فروخت کر رہا تھا جب کہ اس جیسا مکان ایک ہزار دینار میں بکتا تھا، لوگوں نے اس سے کہا کہ اتنا مہنگا کیوں

دیتے ہو اس کی قیمت تو صرف ایک ہزار دینار ہے تو اس نے کہا کہ ایک ہزار تو گھر کی قیمت ہے اور ایک ہزار عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوسی ہونے کی ۔ اللہ اکبر۔ ہم اگر اپنے اخلاق وکردار کو درست رکھیں تو آج بھی لوگ اسلام کی طرف مائل ہوں گے، ہم ہی اسلام سے قریب ہونے کے لئے رکاوٹیں بن رہے ہیں یہ ہمارے لئے بھی اور اسلام کے لئے بھی بڑی نقصاندہ چیز ہے۔

پڑوسی کے ساتھ ہمارا سلوک

آج اگر گاؤں وسماج پر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ حقوق العباد میں سب سے زیادہ پڑوسی کی حق تلفی ہوتی ہے، اس کو قول وفعل سے ایذاء پہونچانا عام بات ہے، اسکی خبر گیری نہ کرنا، اس سے تحقیر آمیز سلوک کرنا، اس کے اہل وعیال کو بری نظر سے دیکھنا، اس کی زمین جائداد پر لالچ رکھنا غرض کہ ہر طرح سے پڑوسی کو ستانے کا عمل جاری ہے اور اس معاملہ میں جہلا سے علماء پیچھے نہیں ہیں اور یہ بیماری اب گاؤں گھر سے نکل کر تعلیم گاہوں تک منتقل ہو چکی ہے، بلکہ عوام کے ساتھ ساتھ خواص کے عمل وکردار سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پڑوسی کے کچھ بھی حقوق نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ ہم تمام خواص وعوام کو کتاب وسنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق دے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ نوجوان اسلامیات کا مطالعہ کریں اور اسی کے مطابق عمل کریں تاکہ زندگی میں سکون پیدا ہو اور لوگ نفرت کرنے کے بجائے ہم سے قریب ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ. حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ عام طور پر آدمی زبان سے لوگوں کو زیادہ تکلیفیں پہونچاتے، ہاتھ سے تکلیف پہونچانا تو ہر ایک کے لئے مشکل ہوتا ہے اور ہاتھ سے تکلیف صرف

زندوں اور کمزوروں کو پہنچائی جاسکتی ہے۔ مگر زبان کے ذریعہ زندوں مردوں اور ابھی جو پیدا ہی نہیں ہوتے ان کو بھی گالیاں دی جاتی ہے۔ کیوں کہ زبان سے تکلیف پہونچانا آسان ہوتا ہے اس لئے شریعت نے پہلے زبان سے تکلیف پہونچانے کو منع کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو صحیح معنوں میں پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ نے

مندروں کو جائدادیں عطا کیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ. قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْد اَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. ”اَلْخُلُقُ عَیَالُ اللّٰہِ“ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامَ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو! ہر انسان کو اپنے وطن سے محبت ہوتی ہے اور وطن سے محبت بھی ایمان کا ایک جز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کرتے وقت فرمایا تھا کہ کتنا پیارا شہر ہے تو اگر میری قوم مجھے

نہ نکالتی تو میں ہرگز تجھے چھوڑ کر نہ جاتا۔ اسی لئے وطن کی حفاظت کے لئے لڑنا بھی جہاد قرار دیا گیا۔ ہمارے اکابر و اسلاف نے اپنے ملک کی حفاظت کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا مگر اپنے جیتے جی غیروں کے تسلط و قبضہ کو تسلیم نہ کیا۔ ہندوستان کی سرزمین پر مسلمانوں نے ایک طویل عرصہ تک حکومت کی اور ایسے عظیم الشان کارنامے انجام دئے کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یوں تو خلافت راشدہ کے دور ہی میں غیر منقسم ہندوستان کی سرحدوں پر صحابہ کرام کے مقدس قدم پڑ چکے تھے پھر اس کے بعد محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کم سنی کے باوجود ہندوستان کے صوبہ سندھ پر راجہ داہر کی فوجوں سے مقابلہ کر کے اسلام کا علم بلند کیا اور غیروں کے ساتھ انسانی سلوک اخوت و مساوات اور بھائی چارگی کا وہ نمونہ پیش کیا کہ غیر مسلم برادران وطن محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے گرویدہ ہو گئے اور ہندوستان چھوڑ کر جانے کو پسند نہ کیا لیکن محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ سلیمان بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ کی بات مانتے ہوئے واپس چلا گیا۔ حالانکہ محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے شان و شوکت کے ساتھ حکومت کی اور کئی مسلم خاندانوں نے یکے بعد دیگرے ملک کی باگ ڈور سنبھالی اور آخری خاندان جس نے ہندوستان پر حکومت کی وہ مغلیہ خاندان ہے جس کا بانی بابر ہے۔ اسی نے مغل خاندان کی حکومت کی داغ بیل ڈالی آج فرقہ پرستوں نے مغلیہ خاندان کے خلاف بڑا پروپیگنڈہ کر رکھا ہے اور بالخصوص اورنگ زیب، عالمگیر کے خلاف۔

حقیقت کیا ہے؟

کیا مغل بادشاہ اورنگ زیب فرقہ پرست تھے؟ کیا انہوں نے سچ مچ مندروں کو منہدم کرا کر ان کی جگہ مسجدوں کی تعمیر کی تھی؟ کیا وہ ہندوؤں سے نفرت کرتے تھے؟ ہم یہ سوالات آج اس لئے اٹھا رہے ہیں کہ اورنگ زیب کے تعلق سے اکثر بیشتر ایسی

ہی باتیں سننے کوملتی رہتی ہیں جوانہیں فرقہ پرست قرار دیتی ہیں حالانکہ ایسی باتیں کرنے والےخودسب سے بڑےفرقہ پرست ہیں اورآج انہوں نےمسجدوں کی جگہ مندروں کی تعمیر کی مہم چھیڑرکھی ہے، کبھی وہ اجودھیا کی بابری مسجد کورام جنم بھومی استھل کہہ کرگرادیتے ہیں توکبھی کاشی وشوناتھ اورمتھرا کی مسجدوں کے بارے میں مندرہونے کی بات کہتے ہیں کہ مذکورہ مسجدیں مندروں کوتوڑ کر بنائی گئی ہیں، دہلی کی جامع مسجداورآگرہ کے تاج محل کے بارے میں بھی من گھڑت اور بے بنیاد بیانات ان کی جانب سے آتے رہتے ہیں۔

اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ نے مندر کی تعمیر کرائی

اخبارات میں شہنشاہ اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق سے ایک خبرشائع ہوئی ہے جو موجودہ دورمیں سرگرم فرقہ پرست عناصر کے لئے خاص طور سے قابل توجہ ہے، ایک خبررساں ایجنسی کی جانب سے جاری اس خبرمیں کہا گیا ہے کہ کم ہی لوگوں کو پتہ ہوگا کہ بت شکنی کے لئے بدنام مغل شہنشاہ اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عام شناخت کے برخلاف اترپردیش شہرچترکوٹ میں بالاجی کے عالیشان مندرکی تعمیرکرائی تھی اور رمضان کے بابرکت مہینہ میں ایک فرمان جاری کرکے اس مندرمیں بھوگ رسم کے لئے رقم کا مستقل بندوبست کردیا تھا، چترکوٹ میں تقریباً ساڑھے تین سو برس پہلے بالاجی کے مندرکی تعمیرکرانے کے بعد اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ نے مندر میں راج بھوگ اور پوجا کے لئے ۱۸/ویں رمضان کوفرمان جاری کرکے ۸/گاؤں کی ۳۳۰ بیگھہ زمین اورسرکاری خزانہ سے ایک روپیہ روزانہ دئے جانے کا حکم دیا تھا۔مغل شہنشاہ کا یہ فرمان مندر کے پجاری رام نریش کے پاس آج بھی محفوظ ہے، اپنے ۵۰ سالہ دور اقتدار کے ۳۵/ویں سال میں جاری اس فرمان میں اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے

کہ بادشاہ کا فرمان ہے کہ الہٰ آبادصوبہ کلنجر پرگنہ کےتحت چترکوٹ پوری میں سنت مالک داس جی کوٹھاکر بالاجی کے اعزاز میں راج بھوگ کے لئے ۸ گاؤں ہنوتا، چترکوٹ، دیوکھری، رودرا، سریا، مدری، پروااور دوہریا عطیہ میں دئے گئے، فرمان میں مزیدتحریر ہے کہ مندرکوان گاؤں کی ۳۳۰/بیگھہ قابل کاشت زمین کے ساتھ ساتھ کوئی پروشٹاپرگنہ کے لگان سے ایک روپیہ روزدیاجائے۔اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پراس وقت کے راجہ پنانریش مہاراج ہندوپتر نے حرف بہ حرف عمل کیا تھا۔ اس کے بعدانگریزی دورحکومت میں بھی تحریری دستاویز کےذریعہ اسے محفوظ رکھا گیا ۔ضلع مجسٹریٹ سبھاش چندرمشراکےمطابق آزادی کے بعداورزمینداری کے خاتمہ کے بعدبھی حکومت کےذریعہ وظیفہ کی شکل میں کچھ رقم اورنگ زیب کےتعمیرکردہ مندر کےمہنت کو باقاعدہ طور پراب بھی ادا کی جاتی ہے،گنگا کے کنارے پر بنوائے گئے اس مندرمیں مغل طرزتعمیر کی جھلک صاف نظرآتی ہے۔

خاندان مغلیہ پربےجاالزامات

فرقہ پرستوں نےآج مغل خاندان پر بہت واویلا مچارکھا ہے اور تاریخ سے بالکل ناواقفیت یاجان بوجھ کراس پر پردہ ڈالتے ہیں کہ اور عوام کو یہ باورکرانا چاہتے ہیں کہ مغلوں نے ہندوستانیوں کے ساتھ بڑی بےوفائی کی ہندوؤں کو مارا پیٹاان کی زمین وجائداد کو ہڑپ کرلیا اورمسلمانوں کے درمیان تقسیم کردیاان کے مندروں کوتوڑکرمسجدوں میں تبدیل کردیاجب کہ مغل خاندان ہی کیاکسی بھی مسلم بادشاہ نے ہندوؤں پرظلم نہیں کیاوہاں کے مندروں کومسجدوں میں تبدیل نہیں کیا بلکہ ہمیشہ ہندوؤں کے ساتھ مساوات وخیرخواہی کابرتاؤ کیا۔

عدل جہانگیری کا ایک اہم واقعہ

اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ عالمگیر کے دادا جہانگیر کا عدل وانصاف تو روز روشن کی طرح عیاں ہے اور عدل جہاں گیری مشہور ہے ہر وقت اس کا دروازہ کھلا رہتا تھا ہر کس وناکس کے لئے اجازت تھی کہ اپنی شکایت بادشاہ کے سامنے پیش کر سکے۔

ایک واقعہ اس کا بڑا مشہور ہے کہ ایک فقیر کا جہانگیر کے دروازے پر مقدمہ آیا کہ بادشاہ کی بیوی نور جہاں کو گھور کر دیکھا ملکہ کو یہ بات ناگوار گذری۔ اس کو طمنچہ سے گولی ماری، جس سے اس کا کام تمام ہوگیا۔ مقتول کے ورثا نے بادشاہ سے فریاد کی۔ بادشاہ نے کنیزوں کو فرمایا کہ جاؤ تحقیق کرو کیا ماجرا ہے۔ کنیزوں نے تحقیق وتفتیش کے بعد کہا سچ ہے۔ ملکہ نے ایک فقیر کا خون بہایا ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ نور جہاں کو لوہے کی زنجیر میں باندھ کر لاؤ جب کہ نور جہاں پورے ملک پر درپردہ حکومت کررہی تھی اور بادشاہ کو اس سے حد درجہ محبت تھی۔ لیکن عدل وانصاف کے سامنے محبت کو قربان کردیا۔ جب زنجیر میں بندھی ہوئی بادشاہ کے سامنے لائی گئی تو قاضی وقت سے بادشاہ نے فتویٰ دریافت کیا کہ ایسے شخص کی سزا کیا ہے تو قاضی نے قتل کا فتویٰ دیا۔

مفتیٔ دیں نے بے خوف وخطر یہ صاف کہا
شرع کہتی ہے کہ قاتل کی اڑا دو گردن

بادشاہ نے کنیزوں کو حکم دیا کہ نور جہاں کو مقتول کے ورثاء کے حوالے کردو کہ قتل کر ڈالیں۔ چنانچہ حوالہ کردیا گیا تو نور جہاں نے فریاد کی کہ شریعت میں خون بہا بھی تو ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ قاضی وقت سے دریافت کرو تو قاضی صاحب نے کہا کہ اگر مقتول کے ورثا راضی ہوں تو خون بہا بھی دے سکتے ہیں۔ مقتول کے ورثا

خون بہا لینے کے لئے راضی ہوگئے۔ اور اس طرح نور جہاں کی جان بچی۔ کیا ہے کہیں اس کی مثال؟ یہ تھا خاندان مغلیہ کے سپوت کا انصاف! آج کے دور میں اس طرح کے حق وانصاف کی کس سے امید کی جاسکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ پھر سے وہ دورِ عدل عطا فرمادے جس کی دنیائے انسانیت کو ضرورت ہے۔

اُولٰٓئِکَ آبَائِیْ فَجِئْنَا بِمِثْلِھِمْ اِذَا جَمَعَتْنَا یَا جَرِیْرُ الْمَجَامِعُ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

علامات قیامت

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ. قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ . اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ کَذَا بَیْنَ فَاحْذَرُوْهُمْ. اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامَ.

مشفق ومہربان معلمات،عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

مخبر صادق سرور کائنات محمد عربی ﷺ کی تشریف آوری قیامت کے انتہائی قریب زمانہ میں ہوئی ہے، حضور اکرم ﷺ کا معجزۂ شق القمر بھی قیامت کی اہم نشانی ہے، حق جل مجدہ نے اپنے کلام مجید میں جا بجا اس کی ہولناکی سے جن وانس کو متنبہ فرمایا ہے، نبی آخرالزماں ﷺ نے قبل از قیامت پیش آمدہ واقعات اور احوال کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرما دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس اثنا میں کہ رسول اللہ ﷺ بیان فرما رہے تھے ایک اعرابی آیا اور اس نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ قیامت کب آئیگی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب وہ وقت آجائے کہ امانت ضائع کی جانے لگے تو اس وقت قیامت کا انتظار کرو اس اعرابی نے عرض کیا کہ امانت کیسے ضائع کی جائے گی۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب معاملات نااہلوں کے سپرد کئے جانے لگیں تو انتظار کرو قیامت کا۔ امانت کا مفہوم بڑا وسیع ہے، اس کی تشریح نبی کریم ﷺ نے خود بیان فرمائی کہ معاملات نااہلوں کے سپرد کردیئے جائیں گے جو حکومت وسیادت اور امامت کے لائق نہیں ہیں۔ ان کو حکومت کا سربراہ اور مسجدوں کا امام بنا دیا جائے یہ بھی قیامت کی ایک نشانی ہے۔

احوال قیامت کا سمجھنا آسان

بعض احوال قیامت کا سمجھنا زمانہ ماضی میں عقل انسان کی پہنچ سے باہر تھا لیکن آج کے سائنس اور ٹیکنالوجی نے ان احوال کو سمجھنے میں کافی مدد فراہم کی ہے، ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کرنے لگیں اور آدمی کے چابک کا پھندا اور اس کے جوتے کا تسمہ اس سے بات نہ کرے اور انسان کی ران اس کو یہ بتلایا کرے گی کہ اس کی غیر موجودگی میں اس کے گھر والوں نے کیا بات کی اور کیا کام کیا ہے۔

ہمارے ماں باپ قربان ہوں رسالتِ مآب ﷺ پر آپ علیہ السلام نے یہ بات اس دور میں ارشاد فرمائی جب موجودہ ٹکنالوجی کا تصور بھی نہیں تھا، لیکن آج کا یہ دور جدید پکار پکار کر آپ ﷺ کے بیان کی سچائی ثابت کر رہا ہے، عقلاء نے ایسی چیپ

تیار کر لی ہے کہ جب یہ کسی کو لگادی جائے تو دور بیٹھا ہوا شخص اس کی تمام باتیں براہ راست سن بھی سکتا ہے اور اس کو دیکھ بھی سکتا ہے، اس کے علاوہ اگر اس چپ کو نکال کر اس کا ڈیٹا کمپیوٹر میں ڈاؤن لوڈ کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس شخص نے دوسرے کی غیر موجودگی میں کیا بولا اور کیا کام کیا ہے؟ فی الحال اس چپ کو ران یا بازو یا بدن کے کسی دیگر عضو پر باندھ کر استعمال کیا جاتا ہے جب کہ اس کو بدن میں پیوست کرنے کے تجربات جاری ہیں۔ نیز اہل مغرب جانوروں کی بولیاں سمجھنے اور ان سے گفتگو کرنے کے لئے مسلسل تگ و دو کر رہے ہیں۔

جیسے جیسے دنیا ترقی کرتی جائے گی اسلام کی حقانیت ثابت ہوتی جائے گی آج بھی بڑے بڑے سائنس داں جب اسلامیات پر ریسرچ کرتے ہیں تو بعض دفعہ ان کو احکام اسلام سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرنا پڑتا ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی اسلام غالب ہی رہے گا مغلوب نہیں ہوسکتا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

چودہ سو سال پہلے نبی آخر الزماں ﷺ نے جو پیشین گوئیاں کر دی تھیں الحمد للہ آج وہ صادق آرہی ہیں اور جو باقی رہ گئی ہیں وہ بعد میں آنے والے لوگ اپنی نظروں سے مشاہدہ کرلیں گے۔ قیامت کی بہت ساری نشانیاں آپ علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں بعض نشانیاں تو وقوع قیامت سے بہت دور ہوں گی اور بعض نشانیاں بالکل وقوع قیامت کے قریب ہوں گی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے سب سے پہلے جس کا ظہور ہوگا وہ آفتاب کا طلوع ہونا ہے مغرب

کی طرف سے اور لوگوں کے سامنے چاشت کے وقت دابۃ الارض کا برآمد ہونا اور دونوں میں سے جو بھی پہلے ہو دوسری اس کے بعد متصلاً ہوگی۔ آفتاب اپنے معمول کے مطابق مشرق سے طلوع ہو کر مغرب میں غروب ہوتا ہے ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ مغرب میں غروب ہو کر وہیں سے طلوع ہو جائے گا اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اور قیامت آجائے گی۔

حجاز سے آگ کا نکلنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک حجاز سے ایک آگ نہ بھڑک اٹھے جو بصریٰ کے اونٹوں کی گردن روشن کر دے گی۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آگ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس آگ کا ظہور ہو چکا یہ آگ جمادی الثانی ۶۵۰ھ جمعہ کے دن مدینے کی بعض وادیوں سے ظاہر ہوئی اور ایک مہینہ تک بھڑکتی رہی، راویوں نے اس کی کیفیت یہ لکھی ہے کہ اچانک حجاز کی جانب سے وہ آگ نمودار ہوئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آگ کا پورا ایک شہر ہے اور اس میں قلعہ یا برج اور کنگورے جیسی چیزیں موجود ہیں، اس کی لمبائی چار فرسخ اور چوڑائی چار میل تھی، آگ کا سلسلہ جس پہاڑ تک پہنچتا اس کو شیشے اور موم کی طرح پگھلا دیتا، اس کے شعلوں میں بجلی کی کڑک جیسی آواز اور دریا میں موجوں جیسا جوش تھا اور یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے اندر سرخ اور نیلے رنگ کے دریا نکل رہے ہوں، وہ آگ مدینہ منورہ تک اسی کیفیت میں پہنچی مگر عجیب بات یہ تھی کہ اس کے شعلوں کی طرف سے جو ہوا مدینہ منورہ کی طرف آرہی تھی وہ ٹھنڈی تھی، پتھروں کو جلا کر کوئلہ بنا دیتی تھی لیکن درختوں پر اس کا کوئی اثر نہیں تھا، بصریٰ کے

لوگوں نے اس بات کی گواہی دی کہ ہم نے اس رات آگ کی روشنی میں جو حجاز سے ظاہر ہوئی تھی، بصریٰ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن دیکھا۔

کیا تواریخ کی ان شہادت کو جھٹلایا جاسکتا ہے؟ جنہوں نے اپنی آنکھوں دیکھا حال لوگوں کو بتلایا؟ قرب قیامت میں پیش آنے والی بہت ساری نشانیاں نبی آخرالزماں ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں دجال کے فتنے کے بارے میں تم کو ایک ایسی بات نہ بتلاؤں جو کسی پیغمبر نے اپنی امت کو نہیں بتلائی۔ سنو وہ کانا ہوگا اور اس کے ساتھ ایک شکل ہوگی جنت کی طرح اور ایک دوزخ کی طرح تو وہ جس کو جنت بتائے گا وہ فی الحقیقت دوزخ ہوگی اور میں تم کو دجال کے بارے میں آگاہی دیتا ہوں جیسی آگاہی اللہ کے پیغمبر نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دی تھی۔ دجال کے ہاتھ سے عجیب عجیب کرشمے اور خوارق عادت اور ظاہر ہوں گے جن کے ذریعہ وہ لوگوں کو اپنی گمراہی کے پھندے میں لپیٹ لے گا لیکن اسی کے ساتھ وہ ایک آنکھ کا کانا ہوگا اور اس کی حالت ایسی ہوگی جو اس بات کو بتلائے گی کہ یہ خدا نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی بہت سے کافر اور ضعیف الایمان اس کی شعبدہ بازی میں آجائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بندوں کی آزمائش کے لئے دجال کا ظہور ہوگا جو صاحب ایمان ہیں ان کے ایمان میں مزید ترقی ہوتی رہے گی اور وہ بول اٹھیں گے کہ تو دجال ہے۔ ہمارے پیغمبر ﷺ نے تیرے بارے میں جو پیشین گوئیاں کی تھیں وہ بالکل سچ ثابت ہوئیں تو بالکل جھوٹا اور فراڈی ہے اور جو ضعیف الایمان ہیں ان کا ایمان مزید ضعیف ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہی دعا کرتے رہنا چاہیئے اے اللہ ہم کو دجال کے فتنے سے بچا آمین۔

مسلم ممالک کی اقتصادی ناکہ بندی

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا وہ وقت قریب ہے کہ عراق والوں کے پاس غلہ اور روپئے آنے کی پابندی لگادی جائے گی۔ حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا یہ پابندی کس کی جانب سے ہوگی؟ تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: عجمیوں کی جانب سے ہوگی، پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا کہ وہ وقت قریب ہے کہ جب اہل شام پر بھی پابندی لگادی جائے گی، معلوم کیا گیا یہ رکاوٹ کس کی جانب سے ہوگی؟ فرمایا اہل روم (اہل مغرب) کی جانب سے۔ (مستدرک) عراق پر اہل مغرب کی جانب سے مرحوم صدام حسین کے زمانہ اقتدار میں بڑی سخت پابندیاں لگائی گئیں اور آبادیوں کو قبرستان میں تبدیل کردیا گیا جیسا کہ دنیا جانتی ہے، شام پر بھی بعض جزوی پابندیاں لگائی ہوئی ہیں اور موجودہ ایام میں مختلف بہانے بنا کر ان پابندیوں کو مزید سخت کیا جارہا ہے، حق تعالیٰ عالم اسلام اور مسلم ممالک کی حفاظت فرمائے۔ آمین

نبی کریم ﷺ کی تمام پیشین گوئیاں صحیح ثابت ہورہی ہیں اس وقت شام کے صدر البشار الاسد پر بڑی سخت پابندیاں لگائی جارہی ہیں اس کے اسباب و وجوہات جو بھی ہوں بہر حال شام اس وقت بہت نازک دور سے گذر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حفاظت فرمائے اور مغربی ممالک کی طرف سے جو پابندیاں لگائی جارہی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ختم فرما کر مسلمانوں کو چین وسکون نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

چھوٹے گناہ بھی خطرناک ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ. قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. اِیَّاکَ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ. اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامَ.

محترمہ خواتین اسلام، صدر معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! جو شخص اللہ ورسول اور یوم آخرت پر ایمان رکھے اس کی شایان شان نہیں کہ اللہ کی نافرمانی خواہ کسی درجہ میں ہو اس کو معمولی سمجھے۔ کیونکہ چھوٹے اور معمولی گناہ ہی انسان کو بڑے بڑے گناہوں پر آمادہ کرتے ہیں اور جو چھوٹے گناہوں سے اپنے آپ کو بچالے یقیناً وہ بڑے گناہوں سے بھی اپنے کو بآسانی بچا سکتا ہے۔ بہت سے ایسے

گناہ جن کو ہم معمولی اور حقیر سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑا گناہ ہوتا ہے اور زندگی بھر کی نیکی کو تباہ و برباد کرنے اور انسان کو دوزخ میں پہونچانے کے لئے کافی ہوتا ہے۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ گناہِ صغیرہ معمولی گناہ ہے، اللہ اس کو معاف کردے گا، نیکیاں اسے مٹادیں گی۔ اس طرح کا خیال حقیقت میں شیطانی فریب ہے، شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لئے صغیرہ گناہوں کا سہارا لیتا ہے۔ اس لئے گناہ خواہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو اسے حقیر نہیں سمجھنا چاہئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو نصیحت کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اِیَّاکَ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبَ فَاِنَّ لَھَا مِنَ اللّٰہِ طَالِبًا۔ (ابن ماجہ: کتاب الزہد: ۴۲۴۳) ''اے عائشہ رضی اللہ عنہا! گناہوں کو حقیر نہ سمجھو؟ کیونکہ اللہ کی جانب سے ایک فرشتہ ان کو لکھ رہا ہے''۔

ابلیس کبھی خیر خواہی نہیں کرسکتا

جب آدمی مستحبات کو چھوڑتا ہے تو سنتیں بھی چھوڑ دیتا ہے۔ اور جب سنتیں چھوٹتی ہیں تو واجبات و فرائض تک سے آدمی بے پرواہ ہوجاتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تہجد کی نماز فوت ہوگئی، تو اتنا روئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلہ کئی گنا ثواب ان کو عطا کیا۔ دوسرے دن شیطان لعین نے خود آکر تہجد کے لئے ان کو جگادیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تو بہت ٹال مٹول کی بالآخر اسے مجبور ہوکر بتانا پڑا اس نے کہا کہ آپ کی کل جو تہجد کی نماز فوت ہوگئی تھی اور اس کی وجہ سے اللہ کے دربار میں گریہ وزاری آپ نے کی، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی گنا ثواب عطا کیا تھا اس لئے میں نے نہیں چاہا کہ آج بھی آپ کو سلا کر تہجد فوت کرادوں اور آپ گریہ وزاری کی وجہ سے کئی گنا زائد ثواب حاصل کریں۔ شیطان

انسان کو بہکانے اور اسکی نیکی کو برباد کرنے کیلئے طرح طرح کے حیلے بہانے تلاش کر لیتا اور ہر ایک کو اسی کے حساب سے بہکاتا ہے۔ ایک شخص جو صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے اس سے گناہ کبیرہ کرنے کے لئے نہیں کہے گا بلکہ اس کو صغائر کرنے کیلئے تیار کرے گا اور کہے گا کہ تم تو پنج وقتہ نماز پڑھتے ہو یہ صغیرہ بغیر توبہ ہی کے معاف ہو جائیں گے اس طرح صغیرہ گناہ کرتے کرتے انسان بڑے بڑے گناہوں پر بھی دلیر ہو جاتا ہے، اس طرح گناہ کرتے کرتے اس کا قلب سیاہ ہو جاتا ہے پھر اس میں نیکی و بھلائی کی کوئی بات اثر نہیں کرتی ہے اس لئے صغیرہ گناہوں کو حقیر سمجھ کر اس کا ارتکاب نہیں کرنا چاہئے۔ اور اگر ہو بھی جائے تو اس کو توبہ کر کے معاف کرا لینا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبَ فَاِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ حَتّٰى يُهْلِكْنَهُ، وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ لَهُنَّ مَثَلاً كَمَثَلِ قَوْمٍ نَزَلُوْا اَرْضَ فَلَاةٍ فَحَضَرَ صَنِيْعَ الْقَوْمِ فَجَعَلَ الرَّجُلِ يَنْطَلِقُ فَيَجِيْئُ بِالْعُوْدِ وَالرَّجُلِ يَجِيْئُ بِالْعُوْدِ حَتّٰى جَمَعُوْا سَوَادًا وَاَجَّجُوْا نَارًا وَ اَنْضَجُوْا مَا قَذَفُوْا فِيْهَا**۔ (صحیح الترغیب والترهیب : باب الترغیب بالمعروف والنهی عن المنکر)

”گناہوں کو معمولی نہ سمجھو، کیونکہ یہ گناہ جب کسی کے نامۂ اعمال میں (ایک ایک کر کے) جمع ہو جاتے ہیں، تو اس کو ہلاک کر کے رکھ دیتے ہیں“۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان گناہوں کی مثال ان مسافروں کے مانند ہے جو کسی سفر پر روانہ ہوئے، دوران سفر انہیں بھوک لگی، وہ کھانا بنانے کے لئے لکڑیوں کی تلاش میں نکل گئے، سب ایک ایک لکڑی لے آئے یہاں تک کہ لکڑیوں کا ایک ڈھیر جمع ہو گیا، جس میں انہوں نے اپنا کھانا تیار کر لیا“۔ یعنی ایک لکڑی کی کوئی حقیقت نہیں مگر جب یہی ایک ایک کر کے ڈھیر کی شکل اختیار کر لیں تو اس میں اتنی طاقت پیدا ہو جاتی ہے

کہ اس میں کئی لوگوں کا کھانا تیار ہو جاتا ہے، اسی طرح گناہ بھی ایک ایک کر کے جب بڑی تعداد میں جمع ہو جاتے ہیں تو انسان کی تباہی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہیں جنہیں انسان معمولی سمجھتا ہے مگر وہ اللہ کی نظر میں بڑے غیر معمولی اور خطرناک ہوتے ہیں۔ منافقین نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بدکاری کا الزام لگایا، اور اس زور وشور کے ساتھ اس کا پروپیگنڈہ کیا کہ بعض بھولے بھالے مسلمان بھی ان کے فریب میں آ گئے، ان کی نکیر کرتے ہوئے سورہ نور میں فرمایا گیا: **اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ** (النور:۱۵) ”جب کہ تم اس بہتان کو ایک دوسرے سے نقل کرتے تھے اور اپنی زبان پر ایسی بات لاتے تھے جس کا تمہیں کوئی علم نہیں تھا، اور تم لوگ اسے ایک معمولی بات سمجھتے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی تھی“۔

بدنگاہی برائیوں کی جڑ ہے

کسی گناہ کو حقیر سمجھنا ہی بڑا گناہ ہے اور گناہ کو گناہ نہ سمجھنا مزید بڑا گناہ ہے۔ آج یہ وبا عام ہوتی جا رہی ہے کہ ہم دوسروں کی غیبتیں کرتے ہیں لوگوں پر طعنے کستے ہیں ہنسی مذاق اور ٹھٹھا کرتے ہیں جس سے لوگوں کے دل ٹوٹتے ہیں مگر ہم کو یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم کیا کیا گناہ کر جاتے ہیں؟ یہ سب گناہ کبیرہ ہیں بدنگاہی بدنظری جس کو عموماً اس دور میں گناہ تصور نہیں کیا جاتا حالانکہ یہ گناہوں کی جڑ ہے جب بدنگاہی ہوتی ہے تو اس سے معاملات آگے بڑھتے ہیں اور معاشرے میں فساد پھیلتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو الگ الگ طور پر خطاب کر کے فرمایا کہ **قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ** اے نبی

آپ مومن مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے۔ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ اور مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ آج دنیا میں جو بیشتر فتنے پیدا ہورہے ہیں بدکاریاں وجود میں آرہی ہیں ان کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ پردے کا خیال نہیں کرتے عورتیں بے پردہ پھرتی رہتی ہیں۔

غیبت وطعنہ بڑے گناہ

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: اِنَّ الرَّجُلَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَۃِ مِنْ سَخَطِ اللّٰہِ لَا یَرٰی بِھَا بَأْسًا فَیَھْوٰی بِھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا. (ابن ماجہ: کتاب الفتن: ۳۹۷۰) "آدمی اپنی زبان سے اللہ کی ناراضگی کا کوئی کلمہ ادا کرتا ہے، جسے وہ معمولی سمجھتا ہے مگر اس کی وجہ سے وہ جہنم میں ستر سال کی مسافت تک کی گہرائی میں پہنچ جاتا ہے"۔

ہنسی مذاق میں آدمی دوسرے کی شان میں اکثر ایسے کلمات اور نازیبا جملے استعمال کرتا ہے جنہیں وہ معمولی سمجھتا ہے حالانکہ وہ بہت ہی سنگین ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کے پاس حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا: حَسْبُکَ مِنْ صَفِیَّۃَ کَذَا وَکَذَا. "صفیہ رضی اللہ عنہا ایسی اور ایسی ہیں، یعنی وہ پستہ قد ہیں"۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: لَقَدْ قُلْتَ کَلِمَۃً لَوْمُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ الْمَزَجَتْہ. (ابوداؤد: باب فی الغیبۃ: ۴۸۷۷) "اے عائشہ رضی اللہ عنہا! تم نے ایسی بات کہی کہ اگر اس کو سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو سارا پانی کڑوا ہو جائے"۔

آدمی بہت سی باتیں زبان سے ایسی کہہ دیا کرتا ہے جس کا اسے احساس تک نہیں ہوتا حالانکہ اس کا گناہ بہت بڑا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یٰٓاَیُّھَا

الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا. اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ وَاتَّقُوا اللّٰہ. اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ۔ اے ایمان والو بہت زیادہ گمان سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں اور لوگوں کے عیب تلاش کرتے نہ پھرتو اور تم میں کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ سو تم اس کو ناپسند کروگے اور اللہ سے ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی توبہ قبول کرنے والے بڑے رحم کرنے والے ہیں۔ قرآن کریم میں ایمان والوں کو زیادہ گمان کرنے سے بھی منع کیا ہے کسی کے تعلق سے برا گمان کرنا بھی گناہ سے خالی نہیں۔ یعنی زبان سے کہنا اور دوسروں سے بیان کرنا تو گناہ ہے ہی مگر دل میں اس کو برا سوچنا بھی گناہ ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلْحَزْمُ سُوْءُ الظَّنِّ دوراندیشی بھی بدگمانی ہے۔

ہم ان کو معمولی گناہ سمجھتے ہیں

ہمارے معاشرے میں مومن بھائی پر اس کی غیر موجودگی میں نقد وجرح، الزام تراشی اور عیب جوئی کو کوئی جرم ہی نہیں سمجھتا، اچھے پڑھے لکھے اور دین دار لوگ بھی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ یہ ایسا سنگین جرم ہے جس سے انسان عذاب الٰہی کی زد میں آجاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ کا گزر دو قبروں پر ہوا، آپ علیہ السلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے۔ پھر فرمایا: وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرًا مَا اَحَدُھُمَا فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ وَاَمَّا الْاٰخِرُ فَکَانَ لَا یَسْتَنْزِہُ مِنَ الْبُوْلِ. (مسلم: باب الدلیل علی نجاسۃ البول ووجوب الاستبراء منه)

’’یہ کسی بڑی بات کی وجہ سے نہیں ہو رہا، ان میں سے ایک تو لوگوں کی چغل خوری کیا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا‘‘۔

عورتیں بکثرت ان دونوں میں ملوث ہوتی ہیں غیبت ان میں عام ہے اور پیشاب کی چھینٹوں سے بھی احتیاط بہت کم کرتی ہیں خصوصاً بچوں کو پیشاب کراتے وقت چھینٹیں کپڑے اور جسم پر پڑ جاتی ہیں مگر اس کو دھونے اور مکمل احتیاط کی پروا نہیں کرتی ہیں اور جب بچہ بالکل ابتدائی مرحلہ میں ہوتا ہے اور صرف ماں کے دودھ ہی پر اکتفا کرتا ہے تو اس کے پیشاب کو بھی ناپاک تصور نہیں کرتیں حالانکہ جیسے بڑوں کا پیشاب ناپاک ہے اسی طرح بچوں کا پیشاب بھی ناپاک ہے۔ اس سلسلہ میں پوری احتیاط سے کام لیں ورنہ آخرت میں سخت باز پرس ہوگی اور عذاب خداوندی میں گرفتار ہونے سے کوئی نہ بچا سکے گا۔

جب سورج ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا

انسانوں کے ساتھ ہمدردی کا تھوڑا بہت جذبہ آج بھی پایا جاتا ہے مگر بے زبان جانوروں کے ساتھ ہمدردی کو دین کا حصہ سمجھنے والے لوگ بہت ہی کم ہیں، جب کہ صحیح مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عورت محض اس وجہ سے جہنم کا لقمہ بنی کہ اس نے بھوکی بلی اپنے گھر میں باندھ رکھی تھی، یہاں تک کہ اس کی موت واقع ہوگئی۔ (مسلم: باب تحریم قتل الہرۃ)

قیامت کے دن کا منظر بہت ہی ہولناک ہوگا۔ اس دن لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے، یہ پسینہ گناہوں کا ہوگا۔ صحیح مسلم میں حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ علیہ السلام کو فرماتے سنا: تَدْنُوا الشَّمْسُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنَ الْخُلْقِ حَتّٰی تَکُوْنَ کَمِقْدَارِ مِیْلٍ، قَالَ سَلِیْمُ بْنُ عَامِرٍ:

وَاللّٰهُ مَا اَدْرِیْ مَا یَعْنِیْ بِالْمِیْلِ مُسَافَةَ الْاَرْضِ اَوِ الْمِیْلِ الَّتِیْ تَکْحَلّ بِهٖ الْعَیْنِ، قَالَ فَتَکُوْنَ النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِیْ الْعَرْقِ، فَمِنْهُمْ مَنْ یَّکُوْنَ اِلٰی کَعْبِیْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ یَکُوْنَ اِلٰی رُکْبَتَیْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ یَکُوْنُ اِلٰی حَقْوِیْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ یَلْحَمُهُ الْعَرْقِ اِلْجَامًا. وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّٰی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِیَدِهٖ اِلٰی فِیْهِ. (مسلم: باب فی صفة یوم القیامة، اعاننا اللہ علی اھوالھا)۔ ’’قیامت کے دن سورج انسانوں سے صرف ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔ اس دن لوگ اپنے اپنے گناہوں کے مطابق پسینہ میں ڈوبے ہوئے ہوں گے، کوئی ٹخنوں تک، کوئی گھٹنوں تک، کوئی کمر تک پسینہ میں ڈوبا ہوا ہوگا، کچھ لوگوں کو پسینے کی لگام آئی ہوگی‘‘۔ یہ فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اپنے دہنِ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا‘‘۔ اللہ اللہ کیسا ہولناک منظر ہوگا۔

آج تو ہم سورج کی تپش اور گرمی برداشت نہیں کر پاتے جب کہ زمین سے لاکھوں میل کی مسافت پر واقع ہے۔ تو اس وقت کا کیا عالم ہوگا جب انسانی سروں سے صرف ایک میل کی مسافت پر ہوگا۔ اور اس کی گرمی و تپش سے بچاؤ کے لئے کوئی چیز ہمارے پاس نہ ہوگی آج تو صاحب ثروت اور اغنیاء لوگ اور دھوپ سے بچاؤ کے لئے کولر اور اے سی کا انتظام کر لیتے ہیں مگر قیامت کے روز اولاً یہ چیزیں ہوں گی ہی نہیں اور اگر بالفرض میسر بھی آ جائیں تو بھی اس سخت دھوپ اور گرمی میں یہ چیزیں کچھ کام نہیں دیں گی ایسے وقت میں صرف وہی لوگ بچ سکیں گے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے تلے ہوں گے۔ اس لئے اس دن کی گرمی و تپش اور عذاب سے بچنے کے لئے آج سے ہی تیاری شروع کریں اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆

کوئی بھی گناہ معمولی نہیں

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! آج میری تقریر کا موضوع ہے کوئی بھی گناہ معمولی نہیں۔ اسی تعلق سے آپ کے سامنے چند گذارشات عرض کرنا ہے۔ شریعت نے جس کام کا حکم دیا اس کو کرنا اور جس سے منع کیا اس سے باز رہنا ثواب ہے۔ اور جن چیزوں کا شریعت نے حکم دیا ان کو نہ کرنا اور جن چیزوں سے منع کیا ان کو کرنا گناہ ہے۔ اوامر ونواہی جس درجہ کے ہوں گے اسی درجہ کے احکام بھی مرتب ہوں گے۔ لیکن شریعت نے جب ایک چیز کا حکم کر دیا یا کسی چیز سے

منع کر دیا تو ایک مومن کا کام اس کے مطابق عمل کرنا ہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر نظر ہونی چاہئے تو ہم گناہوں سے بچ سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ بندوں پر رحم وکرم کا ہی معاملہ کرتے ہیں اور اگر بندوں کو ان کے گناہوں پر پکڑ کریں تو کون بچ سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَاتَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى۔ اور اگر اللہ تعالیٰ بندوں کی گرفت فرمائیں تو ان کے ظلم کی وجہ سے زمین پر ایک بھی چلنے والے کو نہ چھوڑیں گے لیکن ان سب کو ایک وقت مقررہ کی مہلت دیتا ہے مگر ایسا بھی نہیں کہ انسان گناہ پر گناہ کرتا جائے بلکہ اللہ رب العزت کے عذاب اور گرفت سے ڈرنا بھی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ غفور بھی قہار بھی

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے، وہ ہمارے گناہوں کو بخش دے گا۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہاں غفور رحیم ہے وہیں شدید العقاب بھی ہے، سورہ مومن ارشاد ہے: غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ. (المومن:۳) ’’گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت سزا دینے والا، فضل وکرم کرنے والا ہے‘‘۔

سورۂ مائدہ میں ارشاد ہے: اِعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (مائدہ:۹۸) ’’تم یقین جانو کہ اللہ سخت سزا دینے والا بھی ہے اور اللہ بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا بھی ہے‘‘۔

سورۂ حجر میں ارشاد ہے: نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ. وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ. (الحجر:۴۹-۵۰) ’’میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہوں اور ساتھ ہی میرا عذاب بھی نہایت دردناک ہے‘‘۔

اس لئے مومن کو چاہئے ، جہاں وہ اللہ کی رحمت سے امید رکھتا ہو وہیں اللہ کے عذاب سے بھی ڈرتا رہے۔ کیونکہ اللہ غفور ہیں تو جبار وقہار اور شدید العقاب بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی دونوں صفتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے زندگی گذارنا چاہئے۔ اگر کوئی باپ یہ کہہ دے کہ بیٹے تم جتنا چاہو مال خرچ کرو تم کو چھوٹ ہے تو بہت ہی نالائق ہے وہ اولاد جو باپ کی دولت اس کی رحم دلی اور شفقت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے پانی کی طرح بہاتا رہے۔ اللہ تعالیٰ اگر معاف کرنے پر آئیں تو بڑے بڑے کافر و فاجر بھی امید لگالیں اور اگر گرفت کرنے پر آئیں تو بڑے بڑے اولیاء واتقیاء بھی کانپنے لگیں۔

رحمت الٰہی کا مفہوم

اللہ کی رحمت سے امید کا تقاضا بھی یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں کی جائیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اِنَّ الْمُومِنَ اَحْسَنَ الظَّنِّ بِرَبِّہٖ فَاَحْسَنَ الْعَمَلِ وَاَنَّ الْفَاجِرَ اَسَاءَ الظَّنِّ بِرَبِّہٖ فَاَسَاءَ الْعَمَلِ.

(موارد الظمآن لدورس الزمان: عبد العزيز بن محمد بن عبد المحسن السلمان)

''مومن اللہ تعالیٰ سے حسن ظن اور اچھے بدلے کی امید رکھتا ہے اس لئے وہ اچھا عمل کرتا رہتا ہے۔ فاجر وبدکار اللہ کے بارے میں برا گمان کرتا ہے اور برے بدلے کی امید رکھتا ہے، اس لئے برا عمل کرتا رہتا ہے''۔

قرآن کریم نے اچھے بندوں کی صفت بیان کی ہے۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجَاھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا. وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا. وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَھَنَّمَ. اور اللہ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر تواضع سے چلتے ہیں اور جب جاہلوں سے ان کا سامنا ہوتا ہے تو سلام کرتے ہیں اور وہ لوگ اپنے رب کے لئے

سجدے اور قیام میں رہتے ہیں۔ اور وہ لوگ کہتے ہیں اے ہمارے رب جہنم کا عذاب ہم سے ہٹا دیجئے۔ اللہ کی رحمت یہی ہے کہ اللہ کے ایک ایک حکم پر عمل کرے، لیکن پھر بھی اللہ کے عذاب سے ڈرتا رہے اور پناہ مانگے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ سارے لوگوں کو جہنم میں ڈالنے کا اعلان کردیں صرف ایک شخص کو جنت میں داخلے کا اعلان کردیں تو میں اللہ سے امید رکھوں گا کہ میں ہی ہوں اور اگر سب لوگوں کو جنت میں داخلہ کا اعلان کردیں اور ایک شخص کو جہنم میں داخل کرنے کا اعلان کردیں تو مجھے اندیشہ ہوگا کہ میں نہ ہوں یہ ہے اللہ کی رحمت سے امید اور اللہ کے عذاب سے خوف ایک مومن کو اللہ تعالیٰ سے اچھی امید رکھنا چاہئے اور اللہ سے ڈرتے رہنا چاہئے۔

مایوسی کفر ہے

اللہ تعالیٰ تو مغفرت اور معافی کے لئے بہانے ڈھونڈھتے ہیں بڑے بڑے پاپی اور گنہگار کو اس کی معمولی سی ادا پر بخش بھی دیتے ہیں البتہ بندے کو ہمیشہ بندہ بن کر ہی رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کو بندے کی عاجزی اور تواضع بہت پسند ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: کُلُّ بَنِیْ آدَمَ خَطَّاؤُنَ وَخَیْرُ الْخَطَّاؤُنَ التَّوَّابُوْنَ. ہر انسان خطا کار ہے اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والے ہیں۔ ایک مومن کی یہ شان ہونی چاہئے کہ کوئی گناہ سرزد ہونے کے بعد چین وسکون سے بیٹھنا نہیں چاہئے بلکہ فوراً اللہ سے توبہ ومعافی مانگ لینا چاہئے۔ اور کبھی کسی گناہ کو معمولی سمجھ کر نہیں چھوڑ دینا چاہئے۔ کیا پتہ جس کو ہم معمولی گناہ سمجھتے ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سب سے بڑا ذریعہ ہو۔ ہر گناہ سے بچیں خواہ چھوٹا ہو یا بڑا مگر اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں کیونکہ اللہ کی رحمت سے مایوسی کفر ہے۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ

الَّذِيۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰٓی اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ. اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے نبی ﷺ میری طرف سے فرما دیجئے کہ میرے وہ بندے جنہوں نے اپنی جانوں پر حد سے تجاوز کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں بہر حال کسی گناہ کو ہلکا نہ جانیں اور نہ ہی اللہ کی رحمت سے مایوس ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اپنی محبت اور اپنی اطاعت نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ

☆☆☆

حکمت کے ساتھ غلطیوں پر تنبیہ

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الۡاَنۡبِيَآءِ وَالۡمُرۡسَلِيۡنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ. اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ. وَشَاوِرۡهُمۡ فِی الۡاَمۡرِ. صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو!

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو خطاب فرمایا کہ اے نبی ﷺ! آپ لوگوں سے مشورہ کریں ظاہر ہے کہ آپ ﷺ سے بڑھ کر صائب الرائے کون ہوسکتا ہے لیکن پھر بھی حکم خداوندی ہو رہا ہے کہ اہم معاملات میں صحابہ کرام سے مشورہ طلب کیجئے اس سے صحابہ کرام کی دلجوئی ہوگی ان کا دل خوش ہوگا جس طرح مردوں سے مشورہ طلب کیا جائے اسی طرح عورتوں سے بھی مشورہ طلب کیا جائے جب بھی گھر کا کوئی

اہم معاملہ بلکہ چھوٹے چھوٹے معاملہ میں بھی مشورہ طلب کرنا چاہئے اس سے عورتوں کی دلجوئی ہوتی ہےان کا دل خوش ہوتا ہے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے معاہدہ سے فارغ ہوکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا: اٹھواوراپنے جانورکوقربان کردو، پھراپنے سروں کومنڈ والو: مگر کوئی نہ اٹھا،حتی کہ آپ علیہ السلام نے یہ بات تین بارکہی ،مگر کوئی نہ اٹھا۔آپ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اوران سے اس کا ذکر کیا۔انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ اٹھ کراپنا جانور ذبح کردیں اوراپنا سرمنڈ والیں اور کسی سے کوئی بات نہ کریں۔آپ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔آپ کو دیکھ کرصحابہ کرام نے بھی اپنے اپنے جانور ذبح کردئے اوراپنے سرمنڈ والیے مگرغم کے سبب ان کی کیفیت یہ تھی کہ لگتا تھا ایک دوسرے کوقتل کردیں گے۔(بخاری رباب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اہل الحرب)

صحابۂ کرام نےغم وغصہ اورجذبات کے امنڈتے اس سیلاب پرقابو پانے کے لئے نبی کریم ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مشورہ پرعمل کیا خود بخود صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ علیہ السلام کی پیروی کرتے ہوئے اپنے جانوروں کی قربانی کردیتے ہیں اور اپنا سرمنڈوادیتے ہیں۔

بیوی سے بھی مشورہ کریں

صحابۂ کرام اس وقت بڑےغم وغصہ کی کیفیت میں تھےاورایک کثیر تعداد میں تھےطویل عرصہ کے بعداپنے وطن اورخانہ کعبہ کی زیارت کے لئے جارہے تھے کہ کفار مکہ کی طرف سے روکدیا گیا اور ایسے شرائط اور معاہدے کئے گئے جو بظاہر شکست اورکمزوری کی علامت سمجھے جارہے تھےاورظاہری طورپردب کرصلح ہوئی تھی اس واسطے بھی صحابہ کرام کوغصہ وناراضگی تھی اور نبی اکرم ﷺ کے ایک اشارے پر

جان چھڑکنے والے جان نثار رفقاء آپ علیہ السلام کے بار بارحکم فرمانے کے بعد باوجود اس کو پورا کرنے کیلئے تیارنہیں ہورہے تھے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مشورہ دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ پہلے آپ سرمنڈائیں آپ کو دیکھ کرسارے صحابہ سرمنڈائیں گےاور حلق کرائیں گے۔چنانچہ ایسا ہی ہواحضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا صحابہ کرام کی نفسیات سے واقف تھیں کہ اس وقت ان کی کیا کیفیت اور کیسی حالت ہے! یہ بھی نبی کریم ﷺ کی حکمت عملی تھی کہ جب صحابہ کرام بات نہیں سن رہے تھےتو بجائے ان پر ناراض ہوکر بددعاوغیرہ کرنے کےاپنی رفیقۂ حیات سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے؟

حکیمانہ تربیت

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پرسوار تھے۔اتنے میں خثعم قبیلے کی ایک عورت آئی: فضل رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھنے لگےاوروہ عورت فضل رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنے لگی۔کہ نبی علیہ السلام نےفضل رضی اللہ عنہ کا منہ دوسری طرف پھیردیا۔(بخاری:باب وجوب الحج وفضلہ)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اورخثعم قبیلے کی عورت سے جوغلطی ہورہی تھی وہ ایسا موقع تھا کہ انتہائی محتاط انداز میں زبان وبیان کا استعمال بھی طرفین کی غیرت کو بھڑکا سکتا تھایاان کے جذبات کوٹھیس پہونچاسکتا تھا،چنانچہ نبی علیہ السلام نے ایسا حکیمانہ اندازتربیت اختیارکیا کہ دیکھنے والا رسول اللہ کے اشارہ کوسمجھ گیا ہوگااورخود فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کوبھی اپنی غلطی کا احساس ہوگیا۔

غرض نبی علیہ السلام کی زندگی میں حکمت کے ساتھ تربیت کی ایسی بےشمار مثالیں موجود ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ آج کے معلم ومربی بھی اپنے زیرتربیت افرادکی اصلاح وتربیت کے لئے اسوۂ رسول کواختیارکرتے ہوئے موقعہ کےلحاظ سے

بروقت حکمت ودانائی اختیار کریں۔ یقیناً کا میابی وکامرانی قدم بوسی کرے گی۔حکمت ودانائی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔سختی وتُرشتی سے بسااوقات کام خراب ہوجاتا ہے اورلوگ متنفر ہوجاتے ہیں مگروہی بات اگرنرمی ومحبت اورحکمت ودانائی کے ساتھ کہی جائے تو مخاطب کے دل ودماغ پر بڑا گہرا اثر چھوڑ جاتی ہے۔ اس لئے حدیث شریف میں ہے حکمت مومن کی گم شدہ متاع ہے جہاں وہ پائے اس کا زیادہ حقدار ہے۔اگر دیوار پر بھی حکمت کی بات لکھی ہوتواس کو حاصل کرلینا چاہئے۔ایک عربی کا مقولہ ہے:اُنْظُرُوْا اِلٰی مَا قَالَ وَلاَ تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ قَالَ. کہنے والے کی طرف نظر نہ رکھو بلکہ جو بات کہی جارہی ہے اس کو دیکھو۔

مشورے کی اہمیت

آج کل پورے معاشرے کا یہ حال ہے کہ ہر شخص اپنے کو کامل ومکمل اورحکیم ودانا سمجھتا ہے۔اس لئے کتنا ہی اہم کام کیوں نہ ہوکسی سے مشورہ لینا اپنی کسرشان سمجھتا ہے۔اور کتنے لوگ ایسے ہیں بیوی کی بھی رائے نہیں لینا چاہتے ہیں جب کہ بیوی سے مشورہ لینا بھی بسااوقات بڑا مفید ثابت ہوتا ہے۔اورمشورے میں خیر ہوا کرتا ہے۔قرآن کریم نے صحابہ کرام کے تعلق سے فرمایا:وَأَمْرُوْنَ شُوْریٰ بَیْنَھُمْ اوران کا کام آپسی مشورے سے ہوتا ہے مشورے کی اہمیت کی وجہ سے قانون ساز مجلسیں بنائی جاتی ہیں آپسی مشورے سے ایک قانون پاس کیا جاتا ہے اورملک کے عوام وخواص پر اس کو نافذ اور جاری کیا جاتا ہے۔ اور جو لوگ بلاکسی رائے ومشورے کے کوئی کام کرتے ہیں توبسااوقات ان کو اپنے منہ کی کھانی پڑتی ہے۔اور خسران عظیم کے شکار ہوتے ہیں اورمشورے کے لئے ایسا نہیں کہ صرف اپنے سے بڑوں کی رائے نہیں بلکہ چھوٹوں کی بھی رائے لیں اوران سے بھی مشورہ طلب کریں

کبھی چھوٹوں کے ذہن میں ایسی باتیں آجاتی ہیں جو بڑوں کے ذہن میں بھی نہیں آتی ۔آپ ﷺ کا معمول تھا کہ اہم معاملات میں صحابہ کرام سے مشورے لیا کرتے تھے اوران کی رائے پرعمل بھی کیا کرتے تھے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم لوگ بھی بغیر رائے ومشورے کے کوئی اہم کام نہ کریں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کوقرآن کے ایک ایک حکم پرعمل کی توفیق عطافرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

ٹی وی بدکاری کا راستہ کھولتا ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَتَّخِذَهَا هُزُواً. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات ماؤں اور بہنو! جیسے جیسے دور نبوت سے دوری ہوتی جارہی ہے۔اسلام سے دور کرنے والے اسباب وآلات پیدا ہوتے جارہے ہیں، نئی نئی ایجادات ہورہی ہیں،لوگ ان کی طرف آنکھیں بند کرکے دوڑے جارہے ہیں،اورآنے والی نئی نسلیں تباہی وبربادی کا شکار ہورہی ہیں۔آئے دن نئے نئے فتنے کھڑے ہورہے ہیں،نوجوان لڑکے اورلڑکیاں آلات لہوولعب کوضروریات زندگی سمجھ کراستعمال کررہے ہیں۔

اس بیسویں صدی میں کمپیوٹراورٹی وی کی ایجاد نے پوری دنیا میں سائنسی ایجادات کا تہلکہ مچارکھا ہے۔ٹی وی نے عالمی پیمانے پر انسانی دنیااورمعاشرت اورمعیشت پرجوغلبہ حاصل کیا ہے وہ لوگوں پر عیاں ہے۔تمدنی خوبیوں کی وجہ سے اہل دنیا کے نزدیک ضروریات زندگی میں اس طرح داخل ہے کہ اس سے بچنا مشکل ہے اس کی کثرت اوررواج کا یہ حال ہے کہ اہل دنیا کی نہ کوئی دوکان محفوظ ہے،نہ مکان، نہ آفس،نہ بنگلہ،نہ اسکول،نہ کالج،نہ ہوائی اڈے،نہ اسٹیشن،نہ پلیٹ فارم،نہ ہاسپیٹل،نہ جھونپڑی،نہ محل حد یہ ہے کہ ٹھیلے والے ٹھیلے پرٹی وی دکھارہے ہیں، گراہک خریداری بھی کررہے ہیں اور اس کے حسین مناظر سے لطف اندوز بھی ہورہے ہیں۔گویا حیات ومعیشت کا یہ ایسا لازمی جز بن گیا ہے جس کے بغیرزندگی کا مزہ نہیں۔کیا بچے،کیا مرد،کیا عورتیں،کیا جوان،کیا بوڑھے سب ہی اس سے لطف اندوز ہونے میں مشغول ہیں اوران کے دل میں ٹی وی اس طرح رچ بس گئی ہے کہ اس کے خلاف سننے کوتیارنہیں جب کوئی منع کرتا ہےاورخداورسول کا حوالہ دیتا ہےتواسے تہذیب وتمدن کا دشمن اورمخالف کہہ کرٹال دیتا ہے۔اوراسے عہدقدیم کا بیوقوف قراردیا جاتا ہے۔ماحول میں اس کا استعمال کرنا اور مکان میں ٹی وی رکھنا فخرسمجھا جاتا ہے۔دل بہلانے کواچھا خیال کرتے ہیں۔امت کے رہنما نبی اوررسول نے گانے بجانے (جس کی فہرست میں ٹی وی بلاشک وشبہ داخل ہے) کے متعلق کہا کہ میں نیست ونابود کرنے آیا ہوں،اس کی امت آج اس پراپنی جان ومال لگارہی ہےاور گھرکی زینت بنارہی ہےخوداوراہل وعیال کواس میں لگارہی ہے۔

امت کے اعمال ہر ہفتہ پیش کیئے جاتے ہیں

امت کے اعمال ہر ہفتے میں حضور ﷺ کو پیش کیئے جاتے ہیں۔ جب آپ علیہ السلام پرٹی وی کے اشغال پیش کیئے جاتے ہوں گے تو آپ علیہ السلام کا کیا حال ہوتا ہوگا آپ نے ہمیں کتنی قربانیوں سے کفر سے دور کیا تھا آج گھر گھر اس معصیت کا چلن ہے تو آپ علیہ السلام کے دل پر کیا گزرتی ہوگی؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس لعنت سے بچائے۔ جس نے امت مسلمہ کے گھر گھر میں برائی و بے حیائی کی گندی وبا پھیلا رکھی ہے۔ بوڑھے بچے اور جوان مرد و خواتین سبھی اس برائی میں ملوث نظر آتے ہیں جو کچھ ٹی وی پر گندی تصاویر دیکھتے ہیں اور گانے وغیرہ سنتے ہیں بعد میں اس کی نقالی کرتے ہیں اور بچپن ہی سے ذہن و دماغ میں برائیاں اور دنیا بھر کی خرافات بھری ہوتی ہیں پھر جب بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو والدین کی نافرمانیاں کرتے ہیں تو والدین سر پکڑ کر روتے ہیں لیکن یہ برائی تو خود ان کی اپنی پیدا کی ہوئی ہے۔

ٹی وی آنکھ کا زنا ہے

ٹی وی کے اولین مقاصد میں عورتوں کے مناظر سے مردوں کو لطف اندوز کرنا ہے ٹی وی کے پردوں پر عورتیں جو شیاطین کے جال اور پھندے ہیں برہنہ جسم، کھلے سر، بازو و پیٹھ، پیٹ سینہ، پنڈلیاں کھلیں ناچتی، گاتی، باہوں میں ہاتھ ملاتی، ہاتھوں میں ہاتھ دیئے دکھاتی ہے یا ایسے لباس میں ملبوس ہوتی ہیں جس سے جسم کے سارے نشیب و فراز اعضاء و جوارح کی بناوٹی کشش سطح لباس پر نمایاں ہو جاتے ہیں۔ حسین خوبصورت عریاں کمسن عورتوں کے ہوش ربا رقص ناچ گانے کے مسحور کن لطف اندوز مناظر ہوتے ہیں ان کا دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے جو حرام ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور علیہ السلام نے فرمایا آنکھیں زنا کرتی ہے ان کا زنا نامحرم عورتوں کو دیکھنا ہے۔ (ترغیب: ۳۶/۳)

ٹی وی کان کا زنا

عام طور پر جو برائیاں رونما ہوتی ہیں ان کی سب سے بڑی وجہ بے پردگی ہے۔ قرآن کریم نے صاف طور پر الگ الگ مرد و عورت کو حکم دیا کہ نگاہیں نیچی رکھیں ٹی وی پر عورتوں کی صورتیں اور شکلیں اور ان کی مختلف حالتیں آتی ہیں جو انسان کے جذبات مشتعل کرتی ہیں اور گناہوں میں ملوث کر ڈالتی ہیں۔ کیا امیر، کیا غریب، کیا پڑھے لکھے، کیا ان پڑھ سب ہی ٹی وی دیکھ رہے ہیں۔ اور اس کو استعمال کر رہے ہیں اور اس کی طرف ذرا بھی خیال نہیں جاتا کہ آیا ہم جو کام کر رہے ہیں وہ صحیح ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے جب اس کو دیکھیں گے تو آنکھوں کا زنا ہوگا اور جب گانا سنیں گے تو اس طرح کان کا زنا ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کان زنا کرتا ہے اور اس کا زنا نامحرم کی آواز سننا ہے۔ (ابوداؤد: ۲۹۳) حدیث میں ہے کہ نامحرم کی آواز سننا حرام ہے ایسی آواز کے سننے پر سخت وعید آئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کسی گانے والے کی آواز سننے بیٹھے اللہ پاک قیامت کے دن اس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالے گا۔ بتایئے جو لوگ ٹی وی پر عورتوں کی اناؤنسری اور ان سے خبریں سنتے ہیں یا اپنے کانوں میں رقاصاؤں کے رقص سرود کی آوازیں ڈال کر لطف اندوز ہوتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا؛ اسی طرح دل کا زنا ہے اور دل کا زنا ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔ آنکھ کا زنا تو صرف دیکھنے کے وقت۔ کان کا زنا تو صرف سننے کے وقت زنا کرتے ہیں۔ مگر دل کا زنا تو

اس وقت بھی اور اس کے بعد بھی کہ اس کا تصور، خیال، سوچ اور اس کے دھیان سے لطف اندوز ہونے کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ چنانچہ شیطان ان مناظر کو جو دیکھے ہوئے ہیں خیال وتصور کی دنیا میں پیش کر کے مزے دلاتا رہتا ہے جس کی وجہ سے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہر وقت دل کے سنگین زنا میں مبتلا رہتا ہے۔ چنانچہ بخاری کی شرح عمدۃ القاری میں ہے: وَالنَّفْسُ يَتَمَنّٰى ذَالِكَ وَتَشْتَهِيْهُ فَهٰذِهٖ كُلُّهُ يُسَمّٰى زِنَا لِاَنَّهُ مِنْ دَوَاعِي الزِّنَا. تمنا اور تصور ولطف اندوزی دل کا زنا ہے۔ افسوس کہ دل کا کام یادِ خدا میں مشغول رہنا تھا جو دل یادِ خدا اور تصورِ خدا کا محل تھا کہ اس دل میں صرف خدا کی یاد اس کا دھیان اس کی محبت رہتی وہ دل نامحرم بے حیا عورتوں کے شیطانی مناظر ٹی وی دیکھنے کی نحوست سے فحشی خیالات کا آئنہ ہو رہا ہے جس دل کا یہ حال ہو اس دل سے ہدایت کا اور عبادت واطاعت کا کیا تصور ہوسکتا ہے؟ خدارا اپنے دل کو یادِ خدا سے معمور کیجئے اور ٹی وی وغیرہ سے بچایئے۔

گانے بجانے کی وبا

آج امت مسلمہ گانے بجانے میں لگ گئی ہے۔ اور اصل مقصد کو بالکل بھول چکی ہے۔ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ کی جو ذمہ داری اللہ نے اس کو دی تھی اس کو فراموش کر چکی ہے اور خیر امت کا جو عظیم الشان لقب ملا تھا اس کا ذرا بھی پاس ولحاظ نہیں رہا اور غیروں نے طرح طرح کے آلات لہو ولعب اور اسباب گناہ ایجاد کر کے مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھنسا کر خدا اور بندے کے درمیان جو مضبوط رشتہ تھا اس کو کمزور کر دیا اور اس طرح قوم مسلم تباہی وبربادی کے عمیق غار میں گرتی چلی جا رہی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا آخر زمانہ میں میری امت کے کچھ افراد بندر وسور کی شکل میں مسخ کر دیئے جائیں گے۔ آپ علیہ السلام سے پوچھا گیا اے اللہ کے رسول کیا وہ مسلمان ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والے، روزہ رکھنے والے ہوں گے، پوچھا ان کا یہ حال کیوں ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا گانے کے آلات اور گانے والیاں اختیار کریں گے شراب پئیں گے کھیل کود میں رات گزاریں گے۔ صبح کو بندر اور سور کی شکل میں کر دیئے جائیں گے۔ خدا کی پناہ کیسی بدقسمتی ہوگی تھوڑی دیر کی لذت اور یہ بدترین ہولناک انجام ہوگا۔ حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا میری امت میں صورتیں مسخ ہونے کا واقعہ پیش آئے گا پوچھا گیا کب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گانے والیاں عام ہو جائیں گی۔ (زواجر مکی: ۲/۲۷۰)

چنانچہ آج ٹی وی کی نحوست سے ہر گھر میں گانے بجانے کا سلسلہ قائم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مر جائے اور اس کے پاس گانے والیاں ہوں۔ اس پر نماز جنازہ نہ پڑھو۔ (حاکم زواجر: ۲۷)

چھوٹے چھوٹے بچے اپنے نبی کا نام نہیں بتا سکتے۔ صحیح سے کلمہ بھی یاد نہیں، تہذیب واخلاق نام کی کوئی چیز ان کو معلوم نہیں مگر بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ معصوم بچے فلمی ایکٹروں ہیرو وہیروئن کے نام بھی جانتے ہیں اور ان کے گانے بھی زبان زد رہتے ہیں۔ یہ سب ٹی وی کی دین ہے کہ اتنی کثرت سے برائیاں عام ہو رہی ہیں اور لوگ اسے ضروریات زندگی سمجھ کر استعمال کر رہے ہیں اور جن کو بھی کام کاج سے فرصت ملتی ہے ٹی وی دیکھتے ہیں بلکہ فرصت نکال کر ٹی وی دیکھتے ہیں۔

ٹی وی خاندان کی تباہی کا ذریعہ

چنانچہ ٹی وی والوں کے ہاں رات میں دیر تک گانوں کی جھنکار گونجتی رہتی ہے پھر بچے انہیں گانوں کو گنگناتے رہتے ہیں۔ آج اہل ایمان کا گھرانہ بجائے اس بات کے کہ قرآن کی نورانی فضاؤں سے معمور منور ہو ٹی وی کی آوازوں سے گونجتی رہتی ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ ایسا شخص حدیث کی رو سے منافق ہے اور منافق کی سخت سزا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی گانے والے کی آواز سننے کے لئے بیٹھے اللہ پاک قیامت کے دن اس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالے گا۔ (زواجر: ۲/۲۷۰) اللہ اکبر کیسی سخت سزا ہے۔

آج گانا اچھا معلوم ہوتا ہے کل جب گرم گرم سیسہ کان میں بھرا جائے گا تب گانے کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ اے گانے اور ٹی وی کے شوقین لوگو! کل ہونے والا انجام سوچ لو تا کہ افسوس نہ ہو۔ ٹی وی کن کبائر اور فواحش کا مجموعہ ہے۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں وقت کا یہ عظیم فتنہ خدا و رسول کی مختلف نافرمانیوں کو اپنے اندر کس طرح لپیٹے ہوئے ہے جس کی وجہ سے اس کو ام الفواحش والخبائث کہا جا سکتا ہے تا کہ جو لوگ نادانی اور ناواقفیت کی وجہ سے اس میں مبتلا ہو گئے ہیں خدا و رسول کی ناراضگی دینی و دنیاوی نقصان کو دیکھ کر اس عظیم فتنہ اور برائی سے اپنے آپ کو اپنے اہل و عیال و متعلقین و اہل ایمان بھائیوں کو اس سے بچائیں۔ شریعت و سنت کے مطابق زندگی گزاریں اور خدا و رسول کی خوشنودی حاصل کرتے ہوئے دونوں جہاں کی سعادت حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمادیا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔ اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ

کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے جس کے ایندھن ہوں گے انسان اور پتھر۔ آج اگر بچے ٹی وی کی وجہ سے برباد ہو رہے ہیں تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ باز پرس والدین سے کریں گے کہ تم نے بچوں کو صحیح رخ پر کیوں نہیں ڈھالا گھر میں کیوں تباہی و بربادی کا آلہ لا کر رکھا تھا صرف والدین کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ ان کے کھانے کپڑے کا بندوبست کر دیں یہ تو ہر مخلوق اپنی اولاد کے ساتھ کرتی ہے انسان کی ذمہ داری بہت زیادہ ہے۔ خاص طور پر بچوں کی تعلیم و تربیت کا نظام بھی والدین کی ذمہ داری ہے اس کے بغیر وہ اللہ کی پکڑ سے ہرگز نہ بچ سکیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ٹی وی جیسی مہلک وبا سے محفوظ رکھے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

قصّہ دو باغ والوں کا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاضْرِبْ لَھُمْ مَثَلاً رَّجُلَیْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِھِمَا جَنَّتَیْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰھُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَیْنَھُمَا زَرْعاً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر معلّمہ، خواتین اسلام، میری پیاری ماؤں اور بہنو! قرآن کریم نے بہت سے واقعات بیان کئے تا کہ آنے والی نسلیں ان واقعات سے نصیحت حاصل کریں کیونکہ واقعات بہت سی نصیحتیں اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن مکمل نصیحت ہے، ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟ لیکن قرآن واقعات کے ایک ایک جز کو بیان نہیں کرتا بلکہ واقعہ کے اس حصہ کو بیان کرتا ہے جس

سے نصیحت مقصود ہوتی ہے کیونکہ قرآن قصہ کہانی کی کتاب نہیں ہے جب واقعات کے ایک ایک جز کو بیان کیا جاتا ہے تو آدمی اسی میں پھنس کر رہ جاتا ہے اور اس سے حاصل ہونے والے پند ونصائح کی طرف ذہن ملتفت نہیں ہوتا۔ آج کے اس اجلاس میں قرآن کریم کا ایک واقعہ عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جو اپنے اندر بڑی عبرت ونصیحت لئے ہوئے ہے۔

عبرت انگیز واقعہ

یہ قصہ ہے سینکڑوں ہزاروں سال پہلے کا، ایک زمیندار تھا، زمین جائیداد کا مالک، عیش وعشرت کی زندگی بسر کر رہا تھا، اس کے دو حسین وجمیل انگور کے باغ تھے، جس کے چاروں طرف کھجور کے درختوں کی خوبصورت قطاریں تھیں۔ بیچ بیچ میں لہلہاتے کھیت تھے، دونوں باغوں کے درمیان میں ایک نہر بہہ رہی تھی، جس نے باغات کے حسن کو دوبالا کر دیا تھا، زمیندار کو اپنے مال ودولت پر ناز تھا، وہ سمجھتا تھا کہ یہ سب کچھ میں نے اپنے بل بوتے پر حاصل کیا ہے، وہ باغ کی سیر کو آتا تو پھولا نہ سماتا، اس کا ایک دوست تھا جو متوسط زندگی گزار رہا تھا، ایک مرتبہ وہ اپنے دوست کو لے کر اس خوبصورت باغ میں داخل ہوا، اور اس کو دیکھ کر کہنے لگا، میرا تمہارا کیا جوڑ؟ میری دولت کی تاہ نہیں، خدم وحشم ہاتھ باندھے کھڑے ہیں، یہ ایک لافانی دولت وعزت ہے جو مجھے حاصل ہے، قیامت، آخرت یہ سب فرضی خیالات ہیں، اور اگر میں اپنے رب کے حضور حاضر بھی ہوا تو اس سے بہتر عزت ودولت ملے گی۔

اس کا دوست پہلے سے بھی اس کو سمجھاتا رہا تھا، اس گفتگو کو سن کر اس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے، وہ بولا تم کیا کہہ رہے ہو، اپنے مالک کا انکار کرتے ہو، جس نے تم کو مٹی سے پھر پانی کے ایک قطرہ سے بنایا، اور ایک توانا مرد کی شکل میں کھڑا

کر دیا، اپنی حقیقت کو تم بھول گئے، تم نے اپنے ہاتھ پاؤں سے سب کچھ کیا، لیکن تمہیں اس کی طاقت کس نے دی، ہاتھ پاؤں کس نے بنائے، ذرا سوچو! وہی اللہ میرا رب ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔

کاش یہ حقیقت تم نے سمجھی ہوتی، اپنے باغ میں داخل ہوتے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت سمجھ کر اس کا شکر کرتے، تم اگر دیکھ رہے تھے کہ میرے پاس دولت وعزت کم ہے اور تم اس میں بڑھے ہوئے ہو تو تمہیں اپنے مالک کے آگے سر جھکا دینا چاہئے تھا، تمہاری اس ناشکری کا نتیجہ اب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم سے بہتر باغات اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے عطا فرما دے، اور تمہارے باغ پر کوئی ایسی آفت آجائے، کہ پورا باغ چٹیل میدان ہو کر رہ جائے، یا اس کا پانی ہی اس طرح تہوں میں چلا جائے کہ ہزار کوشش کے باوجود تمہیں کچھ حاصل نہ ہو، اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم یہی ہوا، اس کا باغ تہس نہس ہو گیا، وہ شخص کفِ افسوس ملتا تھا اور کہتا تھا کہ کاش میں نے اپنے رب کو پہچانا ہوتا، اس کو ایک سمجھتا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا، نہ خدم وحشم اس کے کچھ کام آسکے، نہ اس کی عزت ودولت نے اس کا ساتھ دیا، لمحوں میں کچھ کا کچھ ہو گیا، اور یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہر چیز کا مالک ہے، ہر چیز کا انجام اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جو چاہے کرتا ہے اس کی مرضی ومشیت کے بغیر کوئی پتہ بھی ہل نہیں سکتا۔ خدائی طاقت وقوت کے سامنے انسانی تدابیر کچھ بھی کام نہیں آسکتیں۔

غرور کا انجام

آج بھی مال ودولت کے غرور میں لوگ اسلامی احکام ونظریات کو بھلا دیتے ہیں اور اس تعلق سے نصیحت کرنے والوں کو بھی حقیر وذلیل سمجھتے ہیں۔ قارون کے

پاس بھی دولت کی کمی نہیں تھی اس کو بھی جب کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر، اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کر جیسے اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ حسن سلوک کیا۔ یعنی اس قدر مال ودولت سے نوازا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے تو یہ مال ودولت اپنے ہنر اور عقلمندی سے حاصل کی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال کو اللہ رب العزت کی راہ میں خرچ نہیں کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بھی اور اسکا مال ومتاع سب تباہ وبرباد ہو گئے۔

یہی کہانی آج گھر گھر دہرائی جارہی ہے، مال ودولت کی ریل پیل نے خود فراموشی اور خدا فراموشی کو ایک دبائے عام بنا دیا ہے، ہر شخص صرف اسی میں مگن ہے کہ ہزار کے لاکھ اور لاکھ کے کروڑ کس طرح کیے جائیں، عام طور پر مالداروں کی مجلسوں میں انہی چیزوں کا تذکرہ ہوتا ہے اور اکثر مجلسیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہوتی ہیں، جن کو حسرت ویاس کہا گیا ہے، یہ تو ان لوگوں کا حال ہے جن کو مسلمان سمجھا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ذکر اور دین کی فکر اور اس کی کوشش کا تذکرہ ان کی مجلس میں شاید ڈھونڈنے سے نہ ملے، یہ عقیدۃً نہ سہی عملاً آخرت فراموشی کی مثال ہے۔ ان کی زندگیوں سے یہ لگتا ہے کہ بس یہی دنیا سب کچھ ہے، آخری درجہ کی بات یہ ہے کہ اب دینی حلقوں میں یہ وبا پھیلنے لگی ہے، عزت ودولت کی بھوک نے اچھے اچھے دینداروں کو غلط راستے پر ڈال دیا ہے، جھوٹ سچ کی ان کے یہاں کوئی قیمت نہیں، عزت ودولت کے لئے ہزار تاویلیں ان کے لئے آسان ہیں، اور ایک طبقہ وہ بھی ہے جو اعلان کرتا ہے کہ (اِنْ ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیٰ وَمَا یُھْلِکُنَا اِلَّا الدَّھْرُ) ''بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے، مرنا ہے اور جینا ہے، اور زمانہ ہمیں فنا کے گھاٹ اتار دے گا''۔ دولت وعزت ان کے نزدیک خدا کے درجہ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ بڑا حکیم وخبیر ہے، وہ ڈھیل دیتا ہے لیکن اس کی گرفت بڑی سخت ہے، دنیا کے سود وسو سال اس کے یہاں کوئی قیمت نہیں رکھتے، قومیں اسی سے

دھوکے میں پڑ جاتی ہیں، اور خدا فراموشی میں آخری حد تک بڑھتی چلی جاتی ہیں، وہ بھول جاتی ہیں کہ ان کی کوئی پکڑ کرنے والا بھی ہے، ان کا حال اسی باغ والے کی طرح ہوجاتا ہے، جو اپنی دولت کے نشہ میں چور تھا، بعض مرتبہ کئی کئی سو سال کے بعد سزا ملتی ہے، اور پوری قوم تہس نہس کردی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی گرفت بہت سخت ہے

اس لئے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہئے۔ اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ. بے شک آپ کے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ قوم سبا کو اللہ تعالیٰ نے کیسی کیسی نعمتیں مہیا کی تھیں طرح طرح کے پھل فروٹ ان کی باغوں میں پائے جاتے تھے ایسی صاف ستھری ہوا کہ جس کی نظیر ملنی مشکل تھی بہت سارے گاؤں قریب قریب اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بسا رکھے تھے جس سے سفر کرنے میں کوئی دشواری نہیں پیش آتی تھی۔ امیر وغریب ہر ایک کی سہولت کے ساتھ طویل سفر کرلیا کرتے تھے۔ ان کو وحشت وگھبراہٹ نہیں کرتی تھی۔ مفسرین نے بیان کیا ہے کہ اگر کوئی سر پر خالی ٹوکرا لے کر چلتا تو بھی درختوں سے جھڑنے والے پھلوں سے وہ ٹوکرا بھر جاتا مگر مالداروں کو یہ چیز پسند نہ آئی امیر وغریب ایک طرح سفر کریں اور ہر ایک کو سہولت سفر میسر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے نعمت کی ناشکری کی وجہ سے وہ باغ چھین لئے اور صرف کڑوے کسیلے چند پھل رہ گئے اور کمتروں کو اپنا ملک چھوڑ کر مختلف مقامات پر سفر کرنا پڑا اور اس طرح ان کے حصے کردیئے گئے۔ اور ٹکڑوں میں بانٹ دیئے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کرنے والوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔ ہر وقت اللہ کی نعمت کی قدر کریں اور غریبوں کا خیال رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے شکر گذار بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆

دشمنانِ اسلام کی یلغار

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی وہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات معزز سامعین بزرگ ماؤں پیاری بہنو!

روز اول ہی سے دشمنان اسلام عالمِ اسلام کو نقصان پہونچانے کی کوششیں کرتے رہے ہیں۔ اسلام کی ترقی ان کو نہیں بھاتی۔ اسلام کو پھلنا پھولنا دیکھنا پسند نہیں کرتے ہیں۔ ہمیشہ موقعے کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اور کوئی بھی موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ مگر جس دین کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے اس کو کون نقصان پہونچا سکتا ہے؟

مخالفین اسلام بین الاقوامی سطح پر دین اسلام کے خلاف خواہ کتنی ہی سازشیں کرلیں، اسے رجعت پسند اور دہشت گردی کو فروغ دینے والا مذہب قرار دیں، لیکن کبھی وہ اسلام کو مٹانے کی سازش میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ دین الٰہی ابدی اور تا قیامت باقی رہنے والا ہے۔ اس کا نظام کامل ومکمل ہے، وہ افراط وتفریط سے بہت دور ہے، وہ تا ابد چمکتا ودمکتا رہے گا، لوگوں کے دلوں کو اسیر کرنا اور ان کو ایمانی غذا فراہم کرتا رہے گا۔ کیا مشرق اور کیا مغرب، کیا شمال اور کیا جنوب ہر سمت کے لوگ اس کو اپنے دلوں میں جگہ دیتے رہیں گے۔ اور اس کے دامن سے وابستہ ہوتے رہیں گے اور وہ اپنی متاع گم شدہ کو اس کے دائمی اصولوں میں پاتے رہیں گے، یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، کتنے ایسے خاندان اور گھرانے ہیں جو وحشت ودرندگی اور ظلم وچیرہ دستی کے دام میں آنے والے تھے، لیکن اسلام نے ان پر ایمان کی بارش کی، جس سے ان کے دل کی دنیا بدل گئی، حیات نو جیسی عظیم دولت ان کے ہاتھ آگئی اور پورا خاندان مایوسی وقنوطیت کے دبیز پردہ کو چاک کرتے ہوئے ایمان ویقین کے چمن پر بہار میں پہونچ گیا جہاں سکون ووقار کی بوچھار تھی اور ایمان واستقامت کی قندیلیں روشن تھیں۔

صحابہ کرام کی مقدس وبرگزیدہ جماعت نے ایمان واسلام قبول کرکے دنیا کے چپہ چپہ میں ایمان ویقین کی دعوت دی اور لوگوں کے دلوں کو منور کیا اور ایک ایک

صحابی ایک ایک علاقہ کے لئے اور ایک صحابیہ ایک خاندانی وقبیلہ بلکہ پوری بستی کی اصلاح وتربیت کے لئے کافی ہوا کرتی تھی، خود بھی جنت کے حقدار اور دوسروں کے دخول جنت کا ذریعہ تھیں۔

عامل قرآن کے لئے خوشخبری

قرآن کریم اور حدیث نبوی میں ایمان وایقان پر جمے رہنے والے لوگوں کے لئے جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے: ''اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡھِمُ الۡمَلآئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ، نَحۡنُ اَوۡلِیَآءُ کُمۡ فِی الۡحَیَاۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ وَلَکُمۡ فِیۡھَا مَاتَشۡتَھِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَلَکُمۡ فِیۡھَا مَا تَدَّعُوۡنَ''. (حم السجدہ: ۳۰-۳۱) جن لوگو نے (دل سے) اقرار کرلیا کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے، پھر اس پر مستقیم رہے، ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو اور تم جنت کے ملنے پر خوش رہو، جس کا تم سے پیغمبروں کی معرفت وعدہ کیا جایا کرتا تھا، اور ہم تمہارے رفیق تھے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے، اور تمہارے لئے اس جنت میں جس چیز کو تمہاری جی چاہے گا موجود ہے اور نیز تمہارے لئے اس میں جو مانگو گے موجود ہے۔

قرآن کریم کی یہ بشارت بہت عظیم ہے، اس کی اہمیت کا صحیح ادراک اسی مرد مومن کو ہوگا جس نے قرآن کی روشنی میں دین اور اس کے تقاضوں کو سمجھنے کی حتی الوسیع کوشش کی اور انفرادی واجتماعی زندگی میں اس کے اصول وضوابط کو برتا ہو، اسی ایمانی حقیقت سے سارے مسائل حل ہوسکتے ہیں، مشکل سے مشکل قفل کھل سکتے ہیں، آج یہی ایمانی حقیقت تہذیبی چیلنجوں سے برسرپیکار ہے، مادی دلفریبیاں

خوبصورت نعرے ہر چہار جانب سنائی دے رہی ہے، لیکن اسلام کی سچائی میں کوئی شک پیدا ہوا ہے اور نہ ہوگا، باطل طاقتوں کا تو حال یہ ہے کہ اسلامی شعائر پر یلغار کرنے کی جان توڑ کوشش کررہی ہیں، جب ان کا کوئی حربہ ناکام ہوتا دکھائی دیتا ہے تو دوسرے نئے خطرناک ہتھیاروں کے ذریعہ ازسرنو یلغار شروع کردیتی ہیں اور مسلمانوں کو ان کے سرچشمۂ حیواں سے دور رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتیں، لیکن جس قدر ان کی سازشیں روبعمل آتی ہیں اسی قدر اسلام کی کرنیں پورے عالم کو بقعۂ نور بناتی جارہی ہیں۔

اور لوگ اسلامیات کا مطالعہ کرکے حلقہ بگوش اسلام ہوتے جارہے ہیں۔ یہ بھی اسلام کے حق میں ہونے کی واضح دلیل ہے لیکن اسی کے ساتھ ساتھ اسلام کے احکامات کو مٹانے کے لئے ان پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ مغربی ممالک پورے طور پر اسلام کے مخالف اور دشمن ہیں کبھی حجاب کا مسئلہ کھڑا کرتے ہیں کبھی اذانوں پر پابندی کبھی مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیتے ہیں۔

متاع دنیا کی کوشش آخرت کے لئے سودمند نہیں

آج امریکہ و یورپ میں اسلام کے بارے میں جو ناگفتہ بہ صورت حال ہے وہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اعدائے اسلام شریعت اسلامی کے مٹانے پر کمربستہ ہیں، وہ اسلامی بیداری پر آہنی دیوار کھڑی کرنا چاہتے ہیں جو عالم وجاہل، غبی وذہین، مالدار وغریب ہر ایک کو اسیر کرتی جارہی ہے، ظاہر ہے کہ اسلام کی اثر انگیزی اپنا رنگ دکھا کر رہے گی کیونکہ اسلام ہی اللہ کا پسندیدہ دین ہے اور جو بھی اسلام کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کا خواہاں ہوگا تو وہ قابل رد ہوگا اور آخرت میں اس کا سودا بڑے گھاٹے کا ہوگا۔

اس عملی تضاد کی اصل بنیاد سامان دنیا کے حصول کی حرص وطمع ہے اور جب مال ودولت کا حصول ہی مطمع نظر ہوتا ہے تو اس کے پس پردہ کوئی اخروی تصور نہیں ہوتا، یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر وہ کوشش جو متاع دنیا کے حصول کے لئے کی جائے گی، اخروی زندگی میں وہ کبھی سودمند نہیں ہوگی، بلکہ اس کا انجام برا ہوگا۔

بغیر ایمان وعمل صالح کے مال ودولت کے انبار انسان کی تباہی وبربادی کا پیش خیمہ ہے۔ جتنا زیادہ مال وزر جمع کرے گا آخرت میں اتنا ہی سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا، آدمی حرص وطمع اور لالچ کرلیتا ہے، اس کی عمر تو گذر جاتی ہے مگر اس کی امیری ختم نہیں ہوتی اور مخالفین اسلام کو تو آخرت کی کوئی فکر بھی نہیں ہے اس لئے اور بھی ہر قسم کی برائیوں میں ملوث ہیں۔

مسلمان مؤدت ومحبت کا علمبردار

یہی منفی نظریہ اعدائے اسلام کے ذہنوں پر حاوی ہے، نہ انہیں حساب وکتاب کا خوف ہے اور نہ آخرت کی جوابدہی کا ڈر، اسی وجہ سے وہ جرائم کے ارتکاب میں بڑے بیباک واقع ہوئے ہیں، قتل وغارت گری اور انسانی آبادی کو تہہ وبالا کردینے کی دھمکیاں آئے دن سننے میں آتی ہیں، عالم اسلام خاص طور سے ان کی آنکھوں کا کانٹا بنا ہوا ہے، ابھی افغانستان وعراق میں ان کی وحشیانہ حرکتوں کا مشاہدہ ہر خاص وعام نے کیا اور کررہا ہے اور ارض مقدس فلسطین ان کے انسانیت کش حملوں سے لہولہان ہے، لیکن بذریعہ میڈیا سرد جنگ کے ذریعہ لوگوں کے دماغوں کو دھونے کی کوشش کی جارہی ہے اور کبھی مسلمانوں کو دہشت گرد، کبھی انتہا پسند، کبھی شدت پسند ثابت کیا جارہا ہے، کبھی انہیں انسانی آبادی کے لئے ایک شدید خطرہ بتایا جارہا ہے، جب کہ مسلمان امن وامان کے داعی اور محبت ومؤدت کے علمبردار ہیں، یہ ایک ایسی بہترین

امت ہیں جولوگوں کی نفع رسانی کیلئے ہے، بھلائی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے روکتی ہے،اور ذات واحد پر ایمان رکھتی ہے، جب بھی یہ امت ان خصوصیات سے دست بردار ہوگی اس کا ایمان جاتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر عذاب نازل فرمائے گا اور اس وقت اس کا تضرع وابتہال کچھ کام نہ دے گا، صحیح حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ’’بخدا جس کے قبضہ میں میری جان ہے،تم ضرور بھلائی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تم پر اپنا عذاب بھیجنے کا فیصلہ فرمالے اور اس وقت تم دعا کروگے اور تمہاری دعا قبول نہیں کی جائے گی‘‘۔اس لئے امر بالمعروف ونہی عن المنکر یعنی نیکیوں کا حکم کرتے رہیں اور برائیوں سے لوگوں کو روکتے رہیں تاکہ وہ وقت آنے نہ پائے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑائیں اور اللہ کی رحمت متوجہ نہ ہو اور اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم نہ فرمائیں، برائیاں آج کل عام ہوتی جارہی ہیں اور لوگ نیکیوں سے کوسوں دور ہوتے جارہے ہیں۔

اسلامی بیداری بہت ضروری

امت مسلمہ کی موجودہ صورت حال بہت افسوناک ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بغض وعداوت اور حسد وکینہ اس کے مزاج میں داخل ہوگیا ہے، مبادا کہیں یہی صورت اس کے منصب قیادت سے پیچھے رہنے کا نتیجہ تو نہیں ہے۔آج مسلمان ہر سطح پر پست ترین قوم نظر آتے ہیں اور یہ پستی اسی خصوصیت سے دست بردار ہونے کی وجہ سے آئی ہے۔آج اولین ضرورت یہ ہے کہ وہ ان خصائص سے آراستہ ہوں، جو ان کو حقیقی مسلمان بناتی ہیں اور قیادت وسیادت کے منصب پر فائز ہوکر امت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیں۔

موجودہ اسلامی بیداری

داعیان اسلام اور مفکرین دین وملت کی انتھک کوششوں سے یہ تصور ذہن میں آتا ہے کہ موجودہ اسلامی بیداری مسلمانوں کے کھوئے ہوئے منصب کے حصول کا راستہ ہموار کررہی ہے اور امت مسلمہ کو اعتدال پسند قوم کی حیثیت سے سابقہ مقام دلانے کے مواقع فراہم کررہی ہے اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا، آنے والا دور اسلام اور امت مسلمہ کے نام سے جانا جائے گا۔

ہمیں ہر دور میں جدوجہد اور کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔عیسائی اپنے مذہب کے فروغ کے لئے بڑی کوششیں کرتے ہیں پوری زندگی تبلیغ مذہب کے لئے صرف کردیتے ہیں اور چونکہ ان کے یہاں کسی طرح کی کوئی پابندی اور رکاوٹ نہیں ہوتی عیش وعشرت کی ساری چیزیں ان کو میسر ہوتی ہیں اس لئے ان کو شادی بیاہ کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہوتی۔غرضیکہ مذہب کی آڑ میں ہر برائی ان کے لئے جائز ہے۔لیکن مذہب اسلام ایک پاکیزہ اور صاف ستھرا مذہب ہے۔جو عفت وپاکدامنی کی تعلیم دیتا ہے اور صالح معاشرے کی تشکیل کرتا ہے ہر قسم کی برائیوں اور بے حیائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا حکم دیتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اعدائے اسلام نے مغربی ممالک میں اسلامی بیداری کی بڑھتی ہوئی لہر سے یہ محسوس کیا ہے کہ مسلمان بلا شبہ دنیا کے منظر نامہ پر جلد ہی آجائیں گے۔وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ اگر قیادت کی زمام ان کے ہاتھ چلی گئی تو ہمارا کیا حال ہوگا؟ انسانی شرافتیں پامال ہوں گی، زمین فتنہ وفساد سے بھر جائے گی، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:’’اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ‘‘ (اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ملک میں فتنہ ہوگا اور زبردست فساد ہوجائے گا)۔(سورہ انفال:۷۳)

طاغوتی طاقتوں کی سازش

آج جو پوری دنیا میں فتنہ وفساد برپا ہے اور ہر طرف بدامنی کی فضا قائم ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ عام حکومت ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جو دردمند نہیں ہیں اور اکثر تو بے ایمان ہیں اگر عام حکومت صالح اور نیک لوگوں کے ہاتھوں میں آجائے تو پوری دنیا سے برائی کا خاتمہ ہوجائے اور لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوجائیں، چونکہ اعدائے اسلام کو یہ باتیں معلوم ہیں۔اسی وجہ سے انہوں نے پختہ عزم کرلیا ہے کہ اسلام کو کسی لمحہ پنپنے نہیں دینا ہے اور اس کی تابناک تاریخ کے اعادہ کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، کیونکہ اس کی تاریخ ایمان ویقین، زہد وتقویٰ، عفت وپاکدامنی، تعلق مع اللہ، تعلیمات اسلام پر عمل اور اللہ کی مدد پر اعتماد سے آراستہ ہے۔ اسی وجہ سے وہ مسلمانوں کو عالمی سطح پر بدنام کرنے کیلئے ان پر دہشت گردی کا لیبل لگارہے ہیں اور اس کو ایک مستقل تہذیبی فلسفہ کا روپ دے رہے ہیں، جس کا نشانہ عقیدۂ اسلام کے حاملین ہیں، اسی پر بس نہیں بلکہ پوری دنیا کو یہ باور کرارہے ہیں کہ مسلمان عالمی ترقی، خواہ وہ اقتصادی ہو یا سائنسی، تکنیکی ہو یا معاشرتی ہر ایک کی راہ میں وہ سب سے بڑی رکاوٹ ثابت ہورہے ہیں۔اس فلسفہ کو عالمی مسئلہ بنانے کیلئے انہوں نے اپنی جان ومال کی بہتات اور ہر ممکن طریقہ سے اس کیلئے ذرائع مہیا کرلئے جس کیلئے نائن الیون (Nine Eleven) کا واقعہ ہی کافی ہے جس میں جان ومال کا غیر معمولی نقصان ہوا۔

بلاشبہ مسلمان پرفریب اصطلاحوں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں، اسلامی ممالک وحشیانہ کارروائیوں کے سرفہرست ہیں، کیوں کہ انہیں کے اندر ہر قسم کی معدنیات اور زمینی ذخائر بھی ہیں۔

جب ان ممالک پر قبضہ ہوجائے گا تو وہ ذخائر خودبخود تصرف میں آجائیں گے ،اس سے یہودی منصوبہ بندی کی تکمیل عمل میں آجائے گی اور مدتوں پہلے تیار ہوا پروٹوکول عملی شکل اختیار کرے گا، شیطان نے ان کے اعمال ان کے سامنے رکھ دیئے ہیں اور ان کو صحیح راستہ سے ہٹادیا ہے۔ حالانکہ وہ سمجھنے کی صلاحیت سے محروم نہیں ہیں۔اللہ تعالیٰ مسلم حکمرانوں کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔اور غیرت ایمانی عطا فرمائے۔ اور غیروں کے ہاتھوں کا کھلونا بننے سے حفاظت فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

ایک بھوکا لکھ پتی

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ خواتین اسلام، بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! اللہ کی مخلوق میں قسم قسم کے لوگ ہوا کرتے ہیں یہ دنیا صرف ایک قسم کے لوگوں سے آباد نہیں ہے اور نہ ہی اس طرح دنیا کا نظام چل سکتا ہے۔ اس میں امیر بھی ہیں عریب بھی، عالم وفاضل بھی ہیں، جاہل ونا داں بھی، کوئی کوڑی کوڑی کا محتاج ہے تو کسی کے پاس پیسے کی بہتات ہے انہیں افراد سے دنیا ہمیشہ آباد رہی اور آئندہ بھی آباد رہے گی۔ اگر سب کے سب مالدار ہو جائیں تو ان کا کام کاج کون کرے گا؟ سب پڑھ لکھ کر عالم بن جائیں تو کھیتی باڑی کا کام کون کریگا، بلڈنگیں کون بنائے گا؟ سب کے سب نیک

ہو جائیں اور چوری بند ہو جائے تو عدالتوں اور تھانوں کی کیا ضرورت پیش آئے گی؟ عرض کرنے کا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں ہر طرح کے لوگ رہیں گے اور اسی سے دنیا کو رونق ملے گی دنیا میں رہ کر ہر ایک کو دو کام کرنے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ آدمی کبھی بھی آخرت کو نہ بھولے، اور غریبوں، مسکینوں کو نہ جھڑکے۔ جناب احمد عبدالرحمٰن کا ماہنامہ ہدیٰ دہلی میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے لکھا تھا: کہ واٹسن نامی ایک لکھ پتی سوداگر ایک دن صبح کے وقت کہیں جانے کو تیار تھا۔ نوکر ناشتے کی میز لگائے منتظر کھڑے تھے کہ اتنے میں ایک بھوکے بوڑھے نے آکر سوال کیا: ''ساگر صاحب! میں تین دن سے بھوکا ہوں۔ کچھ کھانا ہو تو خدا کی راہ میں دلوا دو تاکہ میں پیٹ کا دوزخ بھر لوں''۔

واٹسن نے نہایت کراہت سے کہا:

''احمق بوڑھے! یہ نانبائی کی دکان نہیں''۔

بوڑھے نے کہا:

''کچھ پیسے ہی دے دیجئے کہ بازار سے روٹی خرید لوں''۔

واٹسن بولا: ''بس اب تقریر بازی ختم کر کے فوراً دفع ہو جاؤ ورنہ ابھی کتّا مزاج پرسی کرے گا''۔

غریب خاموش ہو کر نہایت بے دلی کے ساتھ چلا گیا لیکن واٹسن جوں ہی میز پر بیٹھا اسے معلوم ہوا کہ کسی بے احتیاطی سے چائے، مکھن اور میوے کو مٹی کا تیل لگ گیا ہے اور سب چیزوں سے تیل کی بو آرہی ہے۔

یہ کام کی جلدی میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور نوکر کو ایک بجے کھانا لانے کی تاکید کر کے چلا گیا۔ لیکن تین بج گئے اور نوکر نہ آیا۔ واٹسن بھوک سے بے تاب ہو رہا تھا کہ اسکے ایک معزز دوست نے آکر کہا آپ کا نوکر ایک بجے کھانا لے کر آرہا تھا، اتفاقاً میری

موٹر سے ٹکر لگ گئی، کھانا تو برتنوں سمیت گرا ہی تھا، افسوس نوکر کو بھی سخت چوٹ آئی جسے میں اب شفا خانے پہنچا کر اپنے سامنے مرہم پٹی کرا کر آیا ہوں۔ ڈاکٹر کہتا ہے نوکر چند روز میں اچھا ہو جائے گا، میں اس سوئے اتفاق کیلئے معافی مانگتا ہوں۔

واٹسن دوست کو رخصت کر کے مکان پر آیا اور باورچی کو رات کا کھانا معمول سے قدرے پہلے تیار کرنے کا حکم دیا مگر باورچی نے رات کو سر جھکا کر عرض کی: ''میں کھانا پکا کر ایک معمولی کام کے لئے کمرے سے باہر نکلا تھا، واپس آ کر جو دیکھتا ہوں تو آپ کے کتے نے سب کھانا خراب کر دیا ہے''۔

صاحب سخت جھنجھلائے مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ پھل جو منگوائے تو وہ بھی بدبودار معلوم ہوئے ناچار بھوکا سونا پڑا۔ دوسرے دن صبح اٹھ کر چائے تیار ہوئی تو اس کی بھی وہی حالت پائی اور ایک بجے کا کھانا بھی کسی وجہ سے یونہی برباد ہو گیا۔

آخر ان باتوں کے پے در پے واقع ہونے سے واٹسن کو خیال آیا کہ ''ہو نہ ہو یہ اسی بوڑھے کی بددعا کا نتیجہ ہے۔'' ناچار وہ اپنے ایک دوست کے ہاں کھانا کھانے چلا گیا لیکن جونہی دوست کے ساتھ کھانے کو بیٹھا میز پر کھانا رکھتے ہوئے نوکر کا پاؤں پھسل گیا۔ میز واٹسن پر آ پڑی اور یہ اس دوست کی میم صاحبہ پر جا گرا، اس کے گرنے سے انہیں بھی چوٹ آئی اور کھانا بھی سب کا سب تہ و بالا ہو گیا۔ ناچار واٹسن شرمندہ ہو کر یہ کہتا ہوا اٹھ آیا کہ: ''میں اپنی بدنصیبی میں تمہیں ناحق شریک کرنا نہیں چاہتا۔''

اب یہ دوسری رات تھی جو اسے فاقے سے بسر کرنی پڑی۔ تیسری صبح بھوک کے مارے اس کی حالت سخت ابتر ہو رہی تھی اور یہ حیران بیٹھا سوچ رہا تھا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں کہ اتنے میں اتفاقاً پھر اسی بوڑھے فقیر کا ادھر سے گزر ہوا۔

واٹسن نے دیکھتے ہی آواز دے کر اسے پاس بلایا اور سب حال کہہ سنایا۔ اس نے کہا: ''صاحب! بے شک تمہاری بے رخی دیکھ کر میں نے ہی پرسوں خدا سے دعا

مانگی تھی کہ الٰہی! تیرا یہ دولت مند بندہ اس فاقے کی مصیبت کو بالکل نہیں جانتا جو تیرے بھوکے بندوں پر گزرتی ہے۔ اس کے بعد مجھے تو فوراً ایک جگہ سے کچھ رقم مل گئی مگر ادھر خدا نے تمہیں بھی اس بے پروائی کا مزہ چکھا دیا۔ خیر اب تم چل کر میرے ساتھ کھانا کھاؤ، شاید خدا تمہارا قصور معاف کر دے''۔ بوڑھے کی بات سنتے ہی لکھ پتی بھوکا فوراً ساتھ ہو لیا اور اس کی پرانی فقیرانہ جھونپڑی میں جا کر خوب پیٹ بھر کر سوکھی روٹی اور چائے پینے کے بعد عہد کر لیا کہ آئندہ میں کسی فقیر کا سوال رد نہ کروں گا۔

غریبوں کو ان کا حق دیدیا کرو

انسان کو اپنے مال و متاع پر غرور نہیں کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ جب جس کو چاہیں غریب و تنگدست کر دے اور جب جس کو چاہیں ثروت اور حکومت و سلطنت کا مالک بنا دے جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت دے۔ جس کو چاہے حکومت وسلطنت اور بادشاہت عطا کرے اور جس سے حکومت و سلطنت چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت دے بلاشبہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اللہ کی لاٹھی میں آواز نہیں اس لئے دولت و ثروت کے نشہ میں کبھی بھی چور نہیں ہونا چاہئے۔ اور غریبوں کا جو حق ہے اس کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے تاریخ میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں کہ غریبوں کو دھتکارنے والے کا انجام بڑا خراب ہوا اور اسے خود در در کی ٹھوکریں کھانی پڑی۔ اللہ تعالیٰ نے منٹوں میں اس کی دولت کو تباہ و برباد کر دیا۔ قرآن کریم میں سورہ قلم میں اللہ تعالیٰ نے باغ والوں کا قصہ ذکر فرمایا گذشتہ زمانے میں ایک شخص جو باغ کا مالک تھا جس دن باغ کے پھل توڑے جاتے تھے فقراء و غرباء کی بھیڑ لگ جاتی تھی اور وہ شخص کبھی بھی فقیروں کو نامراد و ناکام واپس نہیں کرتا۔ ہمیشہ ان کی جھولی بھر دیا کرتا تھا جب اس کا انتقال ہو گیا اور

بیٹوں کا زمانہ آیا تو ان سب نے سوچا کہ باپ تو سمجھدار نہیں تھے اور پھلوں کی بڑی مقدار دوسروں پر خرچ کر دیا کرتے تھے ہم لوگ تو ایسا نہیں کریں گے۔ سارے پھل خود ہی اپنے کام میں لائیں گے جب پھل پک گئے تو بھائیوں نے آپس میں مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ رات میں ہی ہم لوگ پھل توڑنے کے لئے چلیں اور کسی فقیر کے پہونچنے سے پہلے ہی ہم پھل توڑ کر فارغ ہو جائیں گے۔ چنانچہ رات کو ہی چل دیئے مگر خدا کی تدبیر کے سامنے بندوں کی تدبیر کبھی کام نہیں آتی وہ سارا کا سارا باغ اللہ تعالیٰ نے ضائع کر دیا اور جب وہاں پہونچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ چٹیل میدان ہے۔ الغرض بندوں کا حق ضائع کرنے والوں کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے اور جو آدمی غریبوں کی دیکھ ریکھ کرتا ہے ان پر خرچ کرتا ہے تو کبھی اس کے مال میں کمی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ خرچ کرنے والوں کے مال میں خوب خوب اضافہ کرتے ہیں اور علاقہ میں جس کسی کو اللہ تعالیٰ دولت وثروت عطا کرتے ہیں تو صرف اسی کا حق نہیں ہوتا بلکہ وہاں کے غرباء ومساکین کا بھی حق ہوتا ہے اس لئے امرا کو ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ کوئی بھی غریب ومسکین ہمارے در سے ناکام اور خالی ہاتھ واپس نہ جائے اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں دے سکتا تو اچھے انداز سے معذرت کر دے۔ اللہ تعالیٰ غریبوں کی امداد وتعاون کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

چار خصلتوں میں
دنیا وآخرت کی بھلائی پوشیدہ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات! نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے ’’جوامع الکلم‘‘ سے نوازا گیا۔ یعنی الفاظ تو بہت مختصر ہوتے ہیں مگر اس میں معانی وتشریحات کا بحر ناپید کنار ہوتا ہے محدثین کرام نے حضور اکرم ﷺ کی قول وفعل کی تشریحات میں سیکڑوں ہزاروں کتابیں لکھ ڈالیں اور آج بھی نئے نئے جواہر نکالے

جارہے ہیں اور قیامت تک عطائے اسلام احادیث نبوی کی تشریح وتفہیم کرتے رہیں گے آپ ﷺ ''اخطب العرب'' تھے ''افصح العرب'' تھے ''ابلغ العرب'' تھے آپ ﷺ نے چار خصلتوں میں دنیا وآخرت کی بھلائی بیان فرمادی: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَرْبَعٌ مَنْ اُعْطِیْهُنَّ فَقَدْ اُعْطِیَ خَیْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ قَلْبٌ شَاکِرٌ، وَلِسَانٌ ذَاکِرٌ، وَبَدَنٌ عَلَی الْبَلَاءِ صَابِرٌ، وَزَوْجَةٌ لَاتَبْغِیْهِ خَوْفًا فِیْ نَفْسِهَا وَلَامَالِهٖ (مشکوۃ ۲/۲۸۲)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشادفرمایا کہ چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس آدمی کو وہ دے دی گئی ہوں تو اس کو دنیا و آخرت کی بھلائی دے دی گئی اول :شکر گزار دل۔ دوم: ذکر کرنے والی زبان۔ سوم: بلاؤں پر صبر کرنے والا جسم۔ چہارم: ایسی بیوی جو اپنی ذات میں اور شوہر کے مال میں خیانت کی خواہاں نہ ہو۔

شکر گذار دل یہ بڑی عظیم نعمت ہے جس کو شکر گذاری کی دولت مل گئی تو اس کو مزید نعمتیں اللہ تعالیٰ عطا فرماتا رہے گا ارشاد باری ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ اگر تم شکر کرو گے تو ہم تم کو مزید نعمتیں عطا کریں گے۔

اسی طرح ذکر کرنے والی زبان بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَلَذِکْرُ اللّٰهِ اَکْبَرُ اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے ذکر اور شکر اللہ نے ایک ساتھ ذکر فرمائے ہیں ''فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَاتَکْفُرُوْنِ'' اللہ بندوں سے فرمارہے ہیں تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔ انسان کے اوپر مصیبتیں اور بلائیں آتی رہتی ہیں اگر کسی پر غم ومصیبت پیش نہیں آتی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ انسان ہی نہیں ہے مصیبتوں کے پیش آنے پر اللہ تعالیٰ صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے تو یہ بہت بڑی نعمت ہے۔

چوتھی خصلت ایسی عورت ہے جو شوہر کا مال اور اپنے نفس کے بارے میں خیانت کرنیوالی نہ ہو خود اپنے آپ کی حفاظت کرکے پاکدامن رہے اور شوہر کے مال کی بھی حفاظت کرے، بیجا اس کو خرچ نہ کرے۔

حدیث مذکور میں نبی اکرم ﷺ نے چار ایسی خصلتوں کی نشان دہی فرمائی ہے کہ جو آدمی ان چار خصلتوں سے آراستہ ہوگیا تو اس کے لئے دنیا وآخرت کی بھلائیوں کے دہانے کھل گئے، اس لئے ہر مسلمان کا اولین مقصد یہ ہونا چاہیے کہ وہ ان چار خصلتوں کو حاصل کرنے کی سعی وکوشش میں لگ جائے۔

اس دنیا میں دکھ اور رنج بھی ہے، آرام اور خوشی بھی، شادمانی بھی ہے اور غم بھی، شیرینی بھی ہے اور تلخی بھی، سردی بھی ہے اور گرمی بھی، خوشگواری بھی ہے اور ناخوشگواری بھی، اور سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اسی کے حکم اور فیصلہ سے ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے بندوں کا حال یہ ہونا چاہیے کہ جب ان کے حالات سازگار ہوں اور ان کی چاہتیں ان کو مل رہی ہوں اور خوشی اور شادمانی کے سامان میسر ہوں تو بھی وہ اس کو اپنا کمال اور اپنی قوت بازوں کا نتیجہ نہ سمجھیں، بلکہ اس وقت اپنے دل میں اس یقین کو تازہ کریں کہ یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی بخشش ہے اور وہ جب چاہے اپنی بخشی ہوئی ہر نعمت چھین سکتا ہے، اس لئے ہر نعمت پر اس کا شکر ادا لازمی اور ضروری ہے۔

شکر گذار بندے بنو

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں مَنْ لَمْ یَشْکُرُ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰهَ ''جس نے لوگوں کا شکر ادا نہ کیا اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہ کیا''۔ انسان چونکہ شکر کا محتاج ہوتا ہے جس کا ہم آئے دن مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اگر کسی کے معمولی سے

احسان پر ہم شکرادانہ کریں تو شکایتیں شروع ہو جائیں گی جب کوئی شخص کسی بندے کے احسان کا شکرادانہ کرے تو سمجھو کہ وہ اللہ کا بھی شکرادانہ کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو شکر کے محتاج ہی نہیں ہیں انسان ہر لمحہ اللہ کی نعمتوں میں ڈوبا ہوا ہے شیخ سعدیؒ کہتے ہیں کہ ہر سانس میں دو شکر واجب ہے ایک شکر تو اس پر کہ سانس صحیح سلامت اندر چلی گئی اور دوسرا شکر اس پر صحیح سلامت سانس باہر آ گئی اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو خوب پسند کرتے ہیں جو اللہ کا ہر لمحہ شکرادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا وَقَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّکُوۡرُ اے خاندانِ داؤد کے لوگو! میرا شکر کیا کرو اس لئے کہ میرے شکر گزار بندے بہت کم ہیں۔

انسان بہت بڑا ناشکرا ہے اس سے بڑی ناشکری اور کیا ہوگی کہ جس ذات نے پیدا اور جو رزق دیتا ہے بارش برساتا ہے ہوائیں چلاتا ہے اس کو چھوڑ کر غیر کی پوجا کرے کنکر وشنکر اور دیوی دیوتاؤں کو خدا مانے یہ سب سے بڑی ناشکری ہے اپنے خالق ومالک کے ساتھ پھر بھی اللہ تعالیٰ کا رحم وکرم اور عفو وحلم بھی ملاحظ ہو کہ اس پر بھی کوئی گرفت نہیں فرماتے بلکہ اس پر بھی اسی طرح نعمتوں کی بارش برساتے ہیں جس طرح شکر گزار بندوں پر۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہم کو اپنے شکر گزار قلیل بندوں میں شمار کرلے اور کثرت سے شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ چار خصلتیں جو بیان کی گئیں ہیں وہ ہمارے اندر بھی پیدا فرمائے، آمین!

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

☆☆☆

بحمداللہ تعالیٰ ''مستورات کیلئے انقلابی تقاریر'' تمام ہوئی۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ بِرَحۡمَتِکَ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ۔

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

اور آپ سے متعلق مزید تالیفات

۱	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	جلد اول ودوم
۲	انوار السالکین	
۳	انوارِ طریقت	
۴	تصوف کی حقیقت	
۵	سفرنامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ	
۶	مفتاح الصلوٰۃ	
۷	ملفوظات حبیب الامت حفظہ اللہ	
۸	سوانح حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ	
۹	پیارے نبی کی پیاری دعائیں	
۱۰	خطباتِ رحیمی	دس جلدیں
۱۱	خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام	دس جلدیں
۱۲	تفسیری خطباتِ حبان	دو جلدیں
۱۳	خطباتِ رمضان المبارک	چار جلدیں
۱۴	طالبات تقریر کیسے کریں؟	دس جلدیں
۱۵	خواتین کے لئے منتخب تقاریر	
۱۶	خواتین کے لئے اصلاحی تقاریر	
۱۷	مستورات کے لئے انقلابی تقاریر	
۱۸	الحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم	
۱۹	زیاراتِ حرمین شریفین	
۲۰	مجالس رحیمی	
۲۱	فیضانِ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۲	اسرارِ طریقت	(زیر تبع)
۲۳	انجمن دیندار چن بسویشورا مسلمان نہیں	
۲۴	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	جلد سوم (زیر تبع)
۲۵	مجرباتِ حبانی	

☆☆☆